

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ الْعَرَاءَ يَا مُوَلَّاً يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ

رضا اور صبر

سلسلہ انبیاء علیہم السلام

اس آب دگل کی دنیا میں مخلوق خداوندی وہ جو اشرفت کی سند اپنے خالق سے لے کر آئی اور اس دنیا کو آباد کیا جسے انسان کہتے ہیں اس کے لئے پرکھ یا جانچ یا عدالت کے تقاضوں کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے قائم کئے جو خبر رسانی یعنی ہدایت کی راہ دکھانے کے لئے اس زمین پر آئے۔ وہی نورانی افراد پیکر خانی میں اولاد آدم علیہم السلام کی نسل سے نمایاں ہوئے اور انہوں نے اپنے اقوال اور افعال سے ہدایت کے راستے پر چلنے کی روشنی کی تعلیم دی۔

ابلاغ

دنیا مزروعہ الاخراہ ہے، یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جیسا بوجہ گے ویسا آخرت میں پاؤ گے۔ اس کے لئے سلسلہ (جیسا کہ اوپر بیان کرچکے ہیں) انبیاء علیہم السلام احکام الہی کی خبر انسان تک پہونچانے پر مامور ہے۔ یہی نہیں اپنی زندگی اور جہاں جس ماحول اور جس طبقہ، جس زمانہ میں رہے اپنی روشن حیات سے اور اپنے اقوال سے انسانوں کو خبردار کرتے رہے۔ مزید برآں صحف یعنی کتاب بھی ضرورت کی شدت کو دکھتے ہوئے منجانب اللہ جو نازل ہوا اسے سامنے رکھ دیا۔ چنانچہ قرآن تورات، زبور، انجیل اور دیگر صحافی سلسلے میں آسمانی کتابوں کے نزول کی وجہ قرار پائی ہے۔

ابلیسیت

یہ ایسا الفاظ ہے جو تمام رحمیتیت، گمراہیوں اور تمام برائیوں کے عناصر کو اپنے وجود میں سمیٹنے ہوتے ہے۔ اس نے پہلے ہی اللہ تبارک تعالیٰ کی عدالت سے اپنے سجدوں کا اجر طلب کر لیا اور اس کے حکم کے موجب آدم علیہم السلام کے سامنے سرنسجود سے اپنے اشتباری کی بنا پر فوقيت کا حامل بتاتے ہوئے انکار کر دیا۔ عدالت کا تقاضہ تھا اسے اجر دے اور انکار یا کفر کا تقاضہ تھا اسے مغضوب کیا جائے۔ خداوند متعال نے دلوں تقاضے پورے کر دیئے۔ انکار حکم خدا کی نافرمانی پر اسے بزم ملانکہ سے خارج کیا اور عدالت کے تقاضہ کی بنیاد پر اسے مہلت دی اور اپنی بھریائی کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ تو میرے خاص بندوں کو جو خدا پرست ہوئے ان کو کبھی صراط مستقیم سے گمراہ نہ کر سکے گا اس لئے کہ بزم سے نکلتے وقت اس نے یہی تو کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کثر نہیں اٹھا رکھوں گا۔ قرآن کریم جو امام الكتاب ہے اس میں یہ کیوں فرمایا تم قرآن کی آئیتوں پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ اس کی وجہ صاف ہے، مولاۓ کائنات علیہم السلام کا ارشاد ہے کہ شیطان کو علم غیب نہ تھا کہ وہ کہتا کہ میں بنی آدم کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ اس کو یہ حوصلہ اور ہمت بھی اسی بنی آدم نے

نہیں ہے کہ وہ شمار کر سکے کہ سارے عالم میں جہاں نماز ادا ہوتی ہے، منصب رسالت سے قبل منصب بندگی کا ذکر ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رضاۓ الہی اگر مقصود ہے تو بندگی کے آداب سیکھنے پڑیں گے۔ اس قابل اور اس حیثیت کی زندگی میں لمحات گذارنے ہوں گے جو بندگی کے شرائط پر یا میزان پر پورے اتریں۔ حضرت عیسیٰ علیہم نے مہد میں فرمایا تھا میں اللہ کا بندہ ہوں، بنی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو کتاب دی گئی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ کتاب اور نبوت عبودیت کی تعلیمات کے وہ سلسلے ہیں جو رابطہ قائم کرتے ہیں اللہ کی رضاۓ اور بندہ کی بندگی کے درمیان۔

حریف
لیکن بندگی کے لوازم کو پورا کرنا ایک نہایت مشکل امر ہے اور یہ مشکلات ہر لمحہ انسان کو سوتے جا گتے، رفتار، گفتار، نار و اسلوک جیسے تمام عناصر کے ساتھ گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ عدل الہی ہے کہ ان مشکلات کو ہر لمحہ انسان رفع اور دفعہ کرتا رہتا ہے۔ اگر اس کا مقصد اور منتها رضاۓ خداوندی پر اساس کرتا ہے۔ اس کے لئے انیسا علیہم السلام کے سلسلے اور صحف آسمانی کا نزول ہر دو اور عہد میں قائم تھا۔ اگر انسان نے ان مقدس رہبروں کی پدایت کے مطابق اپنی زندگی کو ایک روشن دی ہے تو یہ تمام مشکلات خود بخود ختم ہو جاتی ہیں اور زندگی کے مراحل ہر منزل پر آسان ہو جانے کا احساس دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک انسان اپنی حقیقت پر غور کر کے کہ وہ بظاہر کمزور دھمکی دیتا ہے اور اسکی اس نیت پر کہ وہ اپنے کردار کو نیکیوں کے سانچے میں ڈھالنے کی طرف متوجہ رہتا ہے تو ایسی مصیبتیں سامنے آ جاتی ہیں جو ایسی ہوتی ہیں کہ وہ گویا

دی اور اس کو اتنی وقت ملی کہ وہ ساری دنیا کی ایک بڑی اکثریت کو اپنے چکل میں جکڑ رہا ہے۔

رضا اور صبر

جب خالق نے انسان کو عقل عطا کر کے جدت تمام کر دی تو اپنی طرف سے بنی آدم کی پدایت کے لئے دو اصول قائم کر دیتے۔ ایک اپنی رضاد و سرے اپنے خاص بندوں کا صبر۔

رضا

ہر انسان کے لئے ارفع و اعلیٰ منزلیں طے کرنے کی روشن، خداوند متعال کی رضا ہے۔ اسکی رضا شامل حال ہے تو اس مختصر سی حیات دنیوی کے عوض آخرت، جو لاکھوں برس کی ہو گی، اطیبان، سکون اور نہایت خوش آئند حالات کے ساتھ گزرے گی۔ وہ زندگی کیسی ہو گئی اسکی خوشخبری تو دی گئی ہے لیکن اسکی تفصیل کوئی نہیں بیان کر سکتا ہے جسے اللہ نے اپنے بندگان خاص کے لئے سب کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس مختصر سی دنیا میں بر سر رہی ہیں اسکا کوئی اندازہ نہیں لاسکتا ہے تو وہ جسے آخرت کی زندگی کہتے ہیں وہاں کوئی خداوند متعال کی نعمتوں کا کیا احاطہ کر سکتا ہے۔

لیکن اس دنیا میں رہ کر خدا کی مرضی اور اسکی رضا کا معیار انسان کی بندگی ہے۔ اسی بندگی کے میزان پر درجات کا تعین ہو گا۔ شب معراج جب خدا اپنے محبوب ترین بندہ سے کہہ رہا تھا اے میرے جیب مانگ جو تجھے چاہئے تو رسول جو امام الرحمہ بن کر ہم خاطلیوں کے درمیان آئے تھے انہوں نے صرف یہ الجھائی تھی کہ معمود ایک مرتبہ تو مجھے اپنابندہ کہہ دے۔ قدرت الہی نے اس انداز سے اپنے محبوب کو اپنابندہ کہا کہ آج کسی کے بس میں

سچے میں ڈھلتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم کا کیا ارشاد گرامی نہیں ہے کہ بے شک ہم نے رسول پیغمبر و شنبانیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ کتاب پیغمبھر، میزان بھی ساتھ کر دیا تاکہ بالقطع عادلانہ زندگی بسر کر سکو۔
(حدید، آیت ۲۵)

صبر ہے کیا؟ اور یہ کیوں اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ تمام انبیاء اور مسلمین علیہم السلام کی ہدایات، تعلیمات، روشنیات کی روح یا اسکے رگوں میں دوڑتے حیات انسانی کے خلوص کو اگر پچوڑا جائے تو ایک لفظ صبر ایسا ہے جو بالراست رابطہ رکھتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضاہو رخشنودی سے لیکن یہ وہ صبر جوانبیاء، اوصیاء، مسلمین، ائمہ طاہرین علیہم السلام کی سیرت میں جلوہ گر ہے۔ (یہاں وہ صبر نہیں جو اشکاریت کی تعقیب میں ہو حکومت سازی، قتل و غارت وغیرہ جیسے اعمال کے پیمانے میں ڈھل رہا ہو)۔

خداوند متعال نے صبر، جفا رابطہ اسکی رضا سے ہے، اس کی وجہ بھی بیان کر دی ہے۔ خدامالک الملک ہے۔ اس نے موت و حیات کو پیدا کیا تاکہ وہ انسان کو آزمائے، اس کا امتحان لے، چونکہ یہ دنیا اشرار کی آماجگاہ بن چکی ہے اور ہر قدم پر امتحان ہے، چاروں طرف سے ایسے اشارے ہو رہے ہیں جو انسان کو گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ ایسے امتحان میں گھرے ہوئے انسان کے لئے قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے، آگئی دی ہے، روشنی دی ہے جو صبر کی تلقین ہے کہ تم مدد مانگو نماز سے صبر (یعنی روزہ) سے، کتنا بلیغ اور دل کو سکون دینے والا ہے یہ جملہ لیکن وہ جو صبر پر یقین اور ایمان کو اپنے عمل سے محکم کئے

انسان کے پاؤں میں زنجیر ڈال سکتی ہیں جو ایک قدم بھی اس کو بڑھنے نہ دیں گی لیکن اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے والوں کے لئے اس پاؤں میں پڑی زنجیر کا ہر حلقة ٹوٹ کر پا سے ثبات مومن کا بوسہ لیتا ہے اور رضاۓ الہی اور اس کی خوشنودی کی بشارت دیتا ہے، خوشخبری دیتا ہے، ثبوت بھی ایسا کہ ابلیس بھی اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے بول پڑتا ہے آنٹے زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اس کا پختہ ثبوت ہم اس مضمون کے آخر میں قارئین کے لئے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

صبر

سب سے پہلے قرآن مجید نے صبر کے لئے یہ فرمایا کہ مَنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ بے شک لاریب اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر خدا یہ بھی کہتا ہے اے قرآن پڑھنے والوں کی آیات پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ جنکے ساتھ خالق ہو گا اسکی مخلوق کو کون گمراہ کر سکتا ہے، کون ہے اور کس کی جرأت ہے کہ وہ ایسی مخلوق کو زاد آخرت سے محروم اور وہ کون سی مشکلات ہوئی جسے وہ روندتا ہوا نہیں گذر جائیگا؟ لیکن شرط ہے کہ وہ ہر حال میں صابر ہے۔ صبر کا مظاہرہ کرے۔

آگے چل کر ہدایت کی قندیلیں روشن ہیں مگر صرف ان کے لئے جو صبر کے معنی اور مفہوم سے آگئی رکھتے ہیں اور تعلیمات قرآنی سے خود کے ذہن، فنکر، شعور کو آراستہ کرتے ہیں۔ جن کے قلوب ذکر خدا سے طہیان کا مسکن ہوتے ہیں۔ جن کے قدم میں لغزش پیدا نہیں ہوتی اور وہ اپنے کردار کو قرآن کے میزان پر اور آیات الہی اور معصومین علیہم السلام کی سیرت کو سامنے رکھ کر صبر کے

و مطالب کو سمجھتے تھے؟ کیا یہ ممکن ہے؟ جواب: سوال جواب
سامنے ہے، علی اصغر علیہ السلام نہیں سی زبان ان بولوں سے باہر لائے
جود و پھول کی پتوں کی طرح تھے۔ زبان سے بولوں پر تقدیر صبر و رضا
اہی رقمطر از ہونے لگی۔ انقلاب سانس لینے لگا، پتھر دل شکستہ
ہوتے، کمانیں جھک گئیں، نیزے ہاتھ سے چھوٹ گئے، تلواریں
زمیں میں شرم سے گڑ گئیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے۔

اے جدت خدا کے بیٹے، یہ کیسی جدت اس طرح تمام کر دی
کہ تمام عالمین کے افق پر چھا گئی۔ اے جدت خدا کے فرزند
عاليٰ مقام یہ کس طرحلبیک اور نصرت کہ تمام فرائض منصبی کو سمیٹ کر
اس کمسنی میں ہمک کراپنے لگے پر حرمہ کا تیر لے لیا۔ خون عسلی
اصغر، حیین کا پھرہ..... حشر کا میدان، لازم صبر کا سفر رضاۓ الہی
ملزوم کی طرف جلوی گری کرتا ہوا۔ اس سفر کی ترجمانی قرآن مجید
نے ان الفاظ میں بیان کی۔ **فَادْخُلُمْ فِي عِبَادِي وَادْخُلُمْ فِي جَنَّتِي شَهادَتٍ عَلٰى اصغر علیٰ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ** بنی نشانی کی ایک مکمل تقدیر
ہے۔ لیکن رضا بقتصائیہ و تسلیماً لامریہ کی آواز آج بھی
گونج رہی ہے۔

اس تقدیر میں جملی حروف سے لکھی ہوئی یہ تحریر نمایاں ہے۔
اے غالق مظلوم انسانیت کا دل مجروح ہے، کیا تیرے انصاف
کا یہ تقاضہ نہیں ہے کہ تو اسی دنیا میں اس کا انتقام لینے والا ظاہر
کر دے جو اس مجروح انسانیت کے دل کا مرحم ثابت ہو؟ آواز
آرہی ہے..... **فَانْتَظِرُو إِنِّي مَعْكُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ**
مہدی آخر الزماں علیہ السلام منتقم خون حسین علیہ السلام کا حملہ..... ذوالفقار
شاید خود بول اٹھے ابھی تو میں نے علی اصغر علیہ السلام کے ایک قطرہ
خون کا بھی بدلا نہیں لیا ہے!

ہوئے میں، آخرت کے درجات جو بہشتوں میں انسان کے لئے
قائم کئے میں اسی کھوٹی پر پرکھ کر عطا کئے جائیں گے۔

خداوند متعال کتنا عادل ہے اور کتنا حیم و کریم ہے اور اس
نے اپنے مخلوق جسے اشرفیت دی ہے اس کے اور سارے
عالمین کے لئے اپنی جدت کو قائم کر دیا ہے۔ اب اگر اسان پھر
بھی ذاتی مقاصد کی بنیاد پر مفسدین میں آجائے تو اسکی عاقبت میں
دوذخ کے شعلے ضرور اٹھیں گے۔ وہ چاہے جس لباس میں ہو یا
اپنی ظاہریت و حیثیت سے قیادت کا مظاہرہ کرتا رہے۔ (خدا
مفسدین کو دوست نہیں رکھتا)۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے صبر کی بنیاد پر اپنے رضا کا جواب ابط
رکھا ہے اسکے لئے جو مذکورہ بالا بیان میں کہا ہے کیسی جدت قائم
کر دی ہے جو تا قیامت اقصائے عالمین میں اپنی جلوہ گری سے
ایمان والوں کو غضب سے اور گمراہی سے بچائے رکھے گا؟ اس
ذیل میں صرف اجمالی کے لحاظ سے واقعہ نقل ہے۔

عاشوری دوپہر کے ڈھلنے کا وقت تھا، امام حسین علیہ السلام تنہا
میں ہل من ناصر بن ناجی صدادی، ایک چھ مہینہ طفل شیر
خوار نے مہد سے خود کو ہمک کر ز میں پر گردادیا۔ تین روز کا پیاس اساقط
شیش ماہ ہے نے اپنے اس عمل کولبیک کا ذریعہ بنایا۔لبیک یا
ابتاء، امام حسین علیہ السلام لے کر آئے ایک اوپنے مقام پر، علی
اصغر علیہ السلام زیر دامن میں ہیں، گمراہ سمجھ رہے ہیں قرآن ہے۔ ہاں
قرآن ہی تھا امن ہٹایا امام حسین علیہ السلام نے علی اصغر علیہ السلام کے
لئے عبا بچھادی، فاصلہ قائم کیا اور پھر ایک صدادی، تم جدت خدا
کے بیٹے ہو، جدت تمام کر دو! کیا علی اصغر علیہ السلام جدت کے بسیط معنی

مقصد امام حسین علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کی زبانی

عبرت ہے ایک مسلسل پیغام ہے۔ یہ جنگ ۶۱ ھجری میں کربلا میں ختم نہیں ہوئی بلکہ آج بھی جاری ہے اور یہ دنیا کی وہ واحد جنگ ہے جس میں کبھی بھی شکست نہیں ہوئی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی فوج ہمیشہ غالب اور فاتح رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جنگ کا عنصر حقیقی اخلاص یہ خدا ہے اور خدا کبھی مغلوب نہیں ہوتا تو اس کی خاطر جنگ کرنے والے جن کا بس ایک، یہ مقصد ہے ”کلمۃ اللہ“ کی سر بلندی، وہ کیونکر مغلوب ہو سکتے ہیں۔

واقعہ کربلا کا مرکزی مقصد ”امر معروف اور نبی ازمِ منکر“ ہے جب سے امر معروف اور نبی ازمِ منکر کتابوں کی حد تک محدود ہو گیا لوگ اس کا نذکر کرہے بس اس طرح کرتے میں جیسے کوئی واقعہ سنانے رہے ہوں۔ اس وقت جو ہر طرف انتشار ہے افراتفری ہے، گروہ بندی ہے، تفرقہ اندازی ہے..... اس کی ایک وجہ اس عظیم فریضہ سے لاپرواہی ہے۔ کچھ لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے اور اپنے خیال میں خود کو بری الذمہ قرار دینے کے لئے اس اہم ذمہ داری کو بس علماء کے سر ڈال دیا ہے۔ دوسری طرف مدارس کی جو حالت ہے وہ خود خاص توجہ کا سبب ہے۔

اہل بیت علیہم السلام نہ صرف دین لے کر آتے ہیں بلکہ وہ دین کے محافظ بھی یہی انہوں نے دین کی حفاظت کے راستے بھی بیان فرمائے ہیں۔ ان راستوں میں ایک راستہ ”امر معروف اور نبی ازمِ منکر“ ہے۔ اس سلسلہ میں ائمہ علیہم السلام کی متعدد حدیثیں ہیں۔ بعض روایتوں میں ”امر معروف اور نبی ازمِ منکر“ کو سب سے اہم

دین مقدس اسلام کا ایک بنیادی مقصد لوگوں کو ہر طرح کی برائیوں سے دور کرنا اور تمام نیکیوں سے آراستہ کرنا ہے۔ یہ باتیں چاہے عقائد سے متعلق ہوں یا اخلاق و اعمال سے۔ انسدادی زندگی پر ہو یا اجتماعی زندگی۔ مادی دنیا سے متعلق باتیں ہوں یا آخرت اور معنویت و روحانیت سے متعلق ہوں۔ چونکہ انسان کو خدا نے اپنی ساری مخلوق پر افضلیت بخشی ہے لہذا اسے کمال کا سب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اسی لئے اپنے محبوب ترین بندہ کو یعنی محمد صطفیٰ علیہ السلام کو انسان کا پیکر دیا اور اسکی اوج اور بلندی کی معراج کو عرش الہی میں جلوہ گر کیا۔ اسی لئے خلاق کائنات نے انبیاء و مرسیین علیہم السلام کے ذریعہ اپنی جدت اس طرح قائم کر دی کہ ان تذکرات سے اپنی ان افضل ترین مخلوق کو بے نیاز نہیں رکھا۔ یہی نہیں بلکہ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد ان تذکرات پر آکملُث وَ أَكْمَلُث کی مہر لگادی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی بے مثال بلکہ فوق بے مثال شہادت وہ بلند ترین منارہ ہدایت ہے جو ہر دور میں ہر جگہ اور ہر ایک کو نیکیوں اور خیر کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ اسی لئے ہم زیارت امام حسین علیہ السلام میں پڑھتے ہیں آلِ سَلَامُ عَلَيْكَ يَا حَيْرَةَ اللَّهِ وَابْنَ حَيْرَةَ..... یہ جملہ انسانیت کی آنکھوں کے سامنے روشن حقیقتوں کے کمی دریچے کھولتا ہے۔ اس واقعہ شہادت میں صرف سوز و لذار، آہ و گریہ نہیں ہے، بلکہ درس ہے،

جن با توں کی نصیحت کی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ یہ لوگ اپنے دینی علماء کی بلا وجہ اور غلط تعریفیں کرتے تھے خداوند عالم اس سلسلے میں قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ان کے علماء اور پیر و کارلوگوں کو کیوں گناہوں اور حرام مال ہخانے سے منع نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ کتنا برا کام انجام دیتے تھے۔

(سورہ مائدہ، آیت ۵۳)

وہ اپنے لوگوں کو بڑی با توں کے انجام دینے سے بھی منع نہیں کرتے تھے یہ لوگ کس قدر برا کام کرتے تھے۔

(سورہ مائدہ، آیت ۷۹)

(ان دو آیتوں کے درمیان والی آیتوں میں یہود یوں کے علماء کا انتز کرہ ہے کس طرح یہ لوگ دین کی تحریف میں غاموش تماشائی بننے رہے، دین بر باد ہوتا رہا اور یہ لوگ دیکھتے رہے۔ قرآن کریم نے ان علماء کی غاموشی پر بھی تبصرہ کیا ہے اور ان لوگوں کی بھی مذمت کی ہے جو اس طرح کے علماء کا احترام کرتے رہے۔)

یقیناً خداوند عالم نے اس بنا پر ان کی مذمت کی ہے کہ یہ لوگ ظالموں کو اپنی آنکھوں کے سامنے برائیاں انجام دیتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن ان سے ملنے والی چیزوں اور ان کے خوف سے ان کو منع نہیں کرتے تھے جب کہ خداوند عالم کا حکم یہ تھا ”تم لوگوں سے ہر گز مرت ڈروں بس صرف مجھ سے ڈرو“

(سورہ مائدہ، آیت ۲۳)

فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کی تقدیر، تمام تعلیمات کی زندگی اور بقا بس اس فریضہ اور ذمہ داری کی بنا پر ہے۔ محروم الحرام کی مناسبت سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ واضح اور محکم ہدایتیں نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو انہوں نے امر معروف اور نبی ازنکر کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں۔

یہ باتیں جناب ابن شعب الحرانی کی کتاب ”تحف العقول“ سے نقل کر رہے ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رہے ائمہ معصومین علیہم السلام کے تمام بیانات اور روایات خداوند عالم کے علم کے ترجمان ہوتے ہیں۔ ان کی ہر ایک بات اور ہر ایک عمل کا سرچشمہ علم الہی اور مرغی خداوندی ہے۔ ان کا علم ان کے ذہن اور فکر کی ایجاد نہیں ہے بلکہ حقیقت اور واقعیت کی ترجمانی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے کلام میں ذرہ برابر مبالغہ اور دقت لگزاری نہیں ہے۔ اگر کسی بات کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور جس قدر اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ ایک بھر پور حقیقت ہے اور جن با توں سے ڈرایا گیا ہے یا ان کے نتائج بیان کئے گئے میں تو واقعًا حقیقت میں وہ ایسا ہی ہے۔

قرآن کریم نے جو دوسری امتوں کے واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف تلاوت اور ثواب کے لئے نہیں ہیں بلکہ درس اور عبرت حاصل کرنے کے لئے خداوند عالم نے واقعات کی شکل میں اپنا قانون بیان فرمایا ہے۔ اگر ہم لوگ بھی اس راستہ پر چلیں گے تو ہمارا انجام بھی یہی ہو گا۔ یہ خدا کا قانون ہے۔ اب آپ ”امر معروف اور نبی ازنکر“ کے سلسلے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے بیانات ملاحظہ فرمائیں:

اے لوگو خداوند عالم نے اپنے اولیاء اور دوستوں کو

کرتے ہو۔ راستوں میں بادشاہوں کی طرح پلتے ہو
اور تکریب کا مظاہرہ کرتے ہو۔

کیا یہ سبب اس بنابر نہیں ہے کہ لوگوں کو تم سے یہ امید
ہے کہ تم خدا کے حق کو قائم کرو گے۔ گچھ تم خدا کے
اکثر حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہو اور اپنے
اماموں کے حق کو ہلاک اور سبک قرار دیتے ہو۔ تم
لوگوں نے کمزوروں کا حق شائع کر دیا اور اپنے خیالی
حقوق کو حاصل کر لئے۔ اس راہ میں نہ تو تم نے کوئی
مال خرچ کیا اور نہ جس کے لئے تم پیدا کئے گئے تھے
اس راہ میں کوئی کام انجام دیا اور نہ تم نے خدا کی غاطر
کسی قبیلہ سے کوئی دشمنی مول لی۔ جب کہ تم خدا کی
جنت کی تمنا رکھتے ہو، اس کے رسول کی ہمسایسیگی
چاہتے ہو خدا کے عذاب سے امن و امان چاہتے ہو۔
اور خدا سے ایسی ایسی تمنائیں رکھنے والوں مجھے ڈر ہے
کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

خدا کی جانب سے تم کو جو عزت و بزرگی دی گئی ہے تم
ان لوگوں کا احترام نہیں کرتے ہو جو خدا کی معرفت
رکھتے ہیں جب کہ تم لوگوں کے درمیان خدا ہی کی بنابر
معزز و مکرم ہو۔ تم دیکھ رہے ہو خدا کے عہد و پیمان تو
ڑے جارے ہیں مگر تم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا
اور اگر تمہارے آباء و اجداد کا عہد و پیمان ٹوٹ
جائے تو بہت شور مچاتے ہو۔ رسول خدا ﷺ کے عہد

خداوند عالم نے قرآن کریم میں یہ صفات بیان فرمائی ہیں
مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے ولی
اور دوست ہیں یہ ایک دوسرے کو نیکیوں کا حکم
دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔

(سورہ توبہ، آیت ۱۷)

خداوند عالم نے امر بالمعروف اور نبی از منکر سے ابتداء
کر کے اس فریضہ کی اہمیت کو واضح کیا کیونکہ خداوند
عالم یہ جانتا ہے اگر یہ فریضہ ادا ہو گیا اور اس پر باقاعدہ
عمل ہو گیا تو سارے تمام فرائض خود بخداد ادا ہو جائیں
گے چاہے وہ آسان ہوں یا دشوار۔

اس کی ایک وجہ یہ ہے امر بالمعروف اور نبی از منکر
لوگوں کو اسلام کی طرف اس انداز میں دعوت دیتا
ہے کہ ظلم و کردار تا ہے اور ظالم کی مذمت کرتا ہے۔

بیت المال کو صحیح طور سے تقییم کرتا ہے۔ صحیح جگہوں سے
ٹیکس وصول کرتا ہے اور صحیح جگہوں پر خرچ کرتا ہے۔

اے لوگوں! علم کے لئے مشہور ہو، نیکیوں سے
تمہارا اندز کرہ ہوتا ہے، نعمت کرنے والوں میں تمہارا
نام ہے اور خدا کی بنابر لوگوں کے دولوں میں تمہاری
ایک خاص عزت و وقار ہے۔ شریف تم سے ڈرتے
ہیں، کمزور تمہارا احترام کرتے ہیں اور ان لوگوں پر تم کو
ترنجیج دیتے ہیں جن پر تھیں کوئی فضیلت حاصل نہیں
ہے اور نہ ان لوگوں پر تمہارا کوئی حق ہے۔ جو چیزیں
لوگ حاصل نہیں کر پاتے ہیں تم ان کی سفارش

کر آتے۔ لیکن تم نے اپنے مقام و منزالت سے
ظالموں کی مدد کی اور خدا تعالیٰ امور ان لوگوں کو سپرد
کر دیے جو شہادت پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات
کے راستہ پر چلتے ہیں۔ تم نے اس وجہ سے ان کو مسلط
کر دیا ہے کہ تم موت سے بھاگتے ہو اور زندگانی دنیا
میں خوش ہو۔ وہ زندگی جو ایک دن تم کو چھوڑ کر چلی
جائے گی۔ تم نے کمزوروں اور ضعیفوں کو ان کے حوالہ
کر دیا ہے۔ کچھ غلام بن کر رہ گئے ہیں کچھ اپنی روز
مرہ کی ضرورتیں پورا کرنے میں ناتوان ہیں۔ یہ
لوگ ملک میں اپنی مرپی سے جو چاہیں وہ کر رہے
ہیں۔ اپنی خواہشات کی پیر وی کرتے ہوئے ڈلتون
کو محبوس کر رہے ہیں۔ یہ اشرار کی پیر وی کر رہے ہیں
اور خدا کے سامنے جری ہیں۔ ہر شہر میں منبر پر ان کا
ایک خطیب ہے جو حق رہا ہے۔ زمین پر ان کا قبضہ
ہے اور ان کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے
غلام بن کر رہ گئے ہیں ان کی طرف سے کوئی دفاع
کرنے والا نہیں ہے۔ ان میں ظالم و جاہر ہیں جو
کمزوروں کے حق میں سخت گیسیدیں۔ یہ ایسے
فرمازدایں جن کو آغاز و انجام کی کچھ خبر نہیں ہے۔
یہ بات کس قدر تجھب خیز ہے اور میں کیوں نہ تعجب
کروں۔ زمین ان لوگوں سے اور مظلوموں سے بھری
ہوئی ہے۔ مومنین پر جن کو حاکم بنایا گیا ہے ان کے

و پیمان کی تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔
تمہارے شہروں میں اندھے، بہرے اور زمین گیر
لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ان لوگوں پر تم
کوئی رحم نہیں کرتے ہو۔ نہ اپنے گھروں میں کوئی کام
کرتے ہو اور نہ ہی کسی کام میں کوئی مدد کرتے ہو۔
ظالموں کے دربار میں چاپلوی اور حیله حوالے سے خود
کو محفوظ کر لیتے ہو۔ جب کہ خداوند الٰم نے ان تمام
باقول سے تم کو منع کیا تھا اور اس سے دور رہنے کو کہا
تھا مگر تم نے ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر دیا۔
عام لوگوں کی پہبندی تمہاری ذمہ داریاں اور مصیبتیں
زیادہ ہیں اگر تم کو احساس ہو کہ تم کو علماء کی منزلت و
مرتبہ حاصل ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام امور کو جاری اور احکام کو عملی
کرنا ان علماء کے ہاتھوں ہے جو خدا کی معرفت اور
خوف رکھتے ہیں، جو خدا کے حلال و حرام پر اس کے
اماں ندار ہیں۔ تم لوگوں سے یہ منزلت و مرتبہ اس بنادر
سلب کر لیا گیا کہ تم حق پر ہونے کے باوجود ایک
نہیں ہو، متفرق و منتشر ہو، واضح سنتوں کے باوجود
آپس میں اختلاف رکھتے ہو۔

اگر تم خدا کی راہ میں صبر کرتے اور تکلیفیں برداشت
کرتے تو خدا کے امور تمہاری طرف واپس آجائتے
تمہارے ذریعہ جاری ہوتے اور تمہاری طرف پلٹ

جانے کے بعد جب یہ برسراقتدار آیا تو حق پرستوں کا عرب اور اطراف میں ایک ایسا ماحول پیدا ہو چکا تھا کہ حق پرستوں کے لئے بقول غالب

تاب سخن و طاقت غوغائی نہیں ہم کو
تبیغ باطلہ کا ایک شور تھا اور تعلیمات اسلامی کو دبانے کے لئے تمام طاقتیں برتوئے کار آگئی تھیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا وہ نظام تھا جو تاقیامت باقی رہے گا۔ یعنی ابھی حسین علیہ السلام موجود تھے اللہ کا یہ نمائندہ ابھی ساری شورشوں کا قلع و قسم اور برپا کر دینے کی وہ طاقت رکھتا تھا جسے پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکت تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور امر معروف اور نبی از منکر بھی ان تعلیمات رسالت الہیہ اس طرح قائم ہوتی کہ اسے دنیا میں کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ آخر الامر مہدی آخر الزمال علیہ السلام کو ہمارا اسلام جو سارے عالم پر ملکن احکام القرآن اور سنت نبی ہے۔

زمانہ حال بول رہا ہے۔ عالم تمام طاغوتی اشرار کی سیاست سے بریز ہو رہا ہے۔ امر و ناہی کو فراموش کرنے والوں کا ہجوم ہر جانب ہے لیکن ایک حسین زندہ ہے۔ جس کے دم سے دنیا قائم ہے، وہ حجت خدا ہے، وہ معصوم ہے اور غیر المغضوب ہے۔ اس کی راہ پر اسکی ہدایتوں کے مطابق اعلان عام ہے کہ چلے چلو اس کی ہدایت کا چراغ قدم قدم پر روشن ہے۔ ہمارا فریضہ ہے کہ بسیار ریں اور خواہشات نفسانی سے گریزاں اسکی طرف متوجہ ریں تاکہ آخرت بخیر ہو۔ یا حسین، یا مہدی!

دل میں رحم نہیں ہے۔

خداوند عالم ہمارے مسائل اور اختلافات میں فیصلہ کرنے والا ہے۔

خدا یا تو جانتا ہے ہم میں سے کسی کو نہ حکومت کی خواہش ہے اور نہ ہی دنیا کی کوئی طلب اور آرزو ہے۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں تیرے دین کے نشانات واضح و بلند ہوں تیرے شہروں میں اصلاح ٹاہر ہو۔ تیرے مظلوم بندے امن و امان سے رہیں تیرے واجبات، سنتوں اور احکام پر عمل ہو۔

اگر اس راہ میں تم لوگوں نے ہماری مدد نہیں کی اور ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا تو ظالم قم پر اور زیادہ قوی ہو جائیں گے اور تمہارے نبی کے نور کو خاموش کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ اس پر ہمارا توکل ہے۔ اس کی طرف ہماری توجہ ہے اور اس کی بارگاہ میں جانا ہے۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس بیان کو غوب غور سے پڑھیں اور موجودہ حالات پر نظر کریں تو ہم کو یہ اندازہ ہو گا یہ سارے مسائل، یہ تمام مصیبتیں امر بالمعروف اور نبی از منکر سے دامن کشی اختیار کرنے کی بنا پر ہے۔

خلاصہ

وہ زمانہ یاد کریں جب معاویہ کے اس دنیا سے چلے

شاعر حسینی اور مر جعیت

خداوند عالم آپ کے نعمت وجود کو ہمارے رسول پر دام و
قام رکھے۔ وہ بہترین دعاؤں کا سنتے والا ہے قریب ترین ہے۔
التماس دعا!

بعض مونین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَحُبْرِنَا وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ
اما بعد! خداوند عالم مونین کرام کو اس عظیم زیارت کی توفیق
مرحمت فرمائے۔ اس زیارت کے دوران ان باتوں پر مونین
کرام کی توجہ ضروری ہے۔

خداوند عالم نے اپنے بندوں میں انبیاء علیہم السلام اور
اویصار علیہم السلام قرار دیے تاکہ وہ لوگوں کے لئے نمونہ عمل، رہنماء، فائدہ
اور حجت رہیں اور لوگ ان کی تعلیمات سے پدایت یافتہ ہو سکیں
اور ان کے نقش قدم پر چل سکیں۔ خداوند عالم ان کی یادوں کو زندہ
اور تازہ رکھنے کے لئے ان کے مبارک روضوں کی زیارت کا
شوک دلاتا ہے تاکہ ان کی یاد میں زندہ رہیں اور ان کی عظمتیں
 واضح و آشکار رہیں اور اس طرح لوگوں کے دلوں میں خدا کی یاد
اس کی تعلیمات اور احکام زندہ رہیں کیونکہ یہ حضرات خداوند عالم
اور اس کے دین کی اطاعت، اس کی راہ میں جہاد اور قربانی میں
بہترین مثال اور نمونہ قرار پائے۔

اس بناء پر اس مقدس زیارت کے کچھ تقاضے ہیں۔

عزاداری حضرت سید الشهداء ابا عبد اللہ حسین علیہ السلام کے تعلق
سے مرجع عالیق در حضرت آیۃ اللہ الحاج آقا ییدی علی الحسینی اسیستانی
دام فلہ الوارف سے بعض مونین نے کچھ سوالات کئے تھے۔ ان
کے سوالات اور دین کی اعلیٰ مرجعیت کے جواب ذیل میں
ملاحظہ فرمائیں۔ خداوند قدوس و رحیم و غفور کی بارگاہ قدس میں محمد و
آل محمد علیہم السلام کے صدقہ میں دست بدعا میں کہ ہم سب کو عزاداری کی
کچھ ایسی توفیقات مرحمت فرمائے کہ ہماری عزاداری کا ایک ایک
جزء بارگاہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبولیت کا شرف حاصل کرے
خاص کر حضرت ولی عصر و ارش شہداء کر بلا حضرت حجۃ بن الحسن
العسکری علیہم السلام کی خوشنودی کا سبب قرار پائے، دنیا میں سعادت و
برکت اور آخرت میں ان حضرات کی شفاعت کا سبب ہو۔

آمین۔ ملاحظہ فرمائیں۔

خدمت مرجع عالیقدرو بزرگوار حضرت آیۃ اللہ العظیمی حاج
آقا ییدی علی الحسینی اسیستانی دام فلہ الوارف
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

خداوند عالم آپ کو عظیم اجر و ثواب مرحمت فرمائے!
حضرت امام حسین علیہم السلام کے اربعین کی مناسبت سے ہم
لوگ کر بلائے معلی جارہے ہیں۔ آپ کی خدمت اقدس میں
درخواست ہے کہ آپ پر امان نصیحتوں سے نوازیں تاکہ فائدہ زیادہ
ہو اور اجر و ثواب عظیم ہو۔ ان باتوں کی طرف متوجہ فرمائیں جن
سے ہم غافل ہیں یا جن سے نواقف ہیں اور یہ کہ نصیحتیں ہر ایک
کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

ہمراہ شہادت حاصل کرنے والوں میں ہمارا شمار ہو۔ جنگِ جمل کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا تھا

قَدْ حَضَرْنَا قَوْمًا لَمْ يَرَالُوا فِي أَصْلَابٍ

الرِّجَالُ وَأَرْحَامُ النِّسَاءِ

اس جنگ میں ہمارے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہیں

جو بھی مردوں کے مصلب اور عورتوں کے رحم میں

۱۰

ہم میں سے جس کی نیت صاف اور سچی ہو گی اس کے لئے
ان کی تعلیمات پر عمل کرنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا مشکل نہیں
ہے۔ ان کے نفوس کی پاکیزگی سے خود کو پاک و پاکیزہ کریں
اور ان کے ادب و اخلاق سے خود کو آ Saras است کریں۔

اللہ اللہ خدا را خدا! نماز کا خاص خیال رکھیں۔ رواۃ توالی میں نماز کو دین کا ستون اور مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ اگر نماز قبول ہو گئی تو بقیہ سارے اعمال بھی قبول ہو جائیں گے اور اگر یہ رد کردی گئی تو بقیہ سارے اعمال بھی رد کردیتے ہیں جبائیں گے۔ ضروری ہے کہ ہم نماز اول وقت ادا کریں۔ اول وقت نماز ادا کرناغدا کو بہت زیادہ پسند ہے اور دعاوں کے جلد قبول ہونے کا سبب ہے۔ یہ بات غیر مناسب ہے کہ اول وقت دوسرا اطاعتول میں مصروف رہیں اور نماز ادا نہ کریں کیونکہ نماز تمام اطاعتول میں افضل اطاعت ہے۔ ائمہ معصومین علیہما السلام سے نقل ہوا ہے:

لَا يَنْأِي شَفَاعَتَنَا مِنْ اسْتَخْفَفَ بِالصَّلَاةِ

جونماز کو ہلاکا سمجھے گا اس کو ہماری شفاعت نصیب نہ

۱۰۵

یہ زیارت جہاں خدا کی راہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی
قربانیوں کی یاد دلاتی ہے وہاں اس حقیقت کی طرف بھی توجہ دلاتی
ہے کہ دینی تعلیمات خاص کر نماز، پردہ، اصلاح، عفو و درگزر، صبر و
ضبط، ادب و احترام، راستوں کی قداست و شرافت کا خاص خیال
رکھیں ان تمام باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جو بہترین اخلاق
سے متعلق ہیں تاکہ یہ زیارت خداوند عالم کے فضل و کرم سے نفس کی
زینت و پاکیزگی کی طرف ایک موثر قدم ہو جس کے اثرات اس
زیارت کے بعد دوسری زیارتوں میں بھی جاری اور باقی رہیں۔
ان زیارتوں کے دوران کچھ اس طرح محسوس کریں کہ ہم گویا
امام علیہ السلام کے درس تعلیم و تربیت میں بیٹھے ہوتے ہیں اور امام
ہمارے سامنے موجود ہیں۔

ہم لوگ گرچہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے زمانے میں نہیں تھے کہ ان سے براہ راست تعلیم حاصل کر سکتے اور ان کے مقدس ہاتھوں تربیت یافتہ ہوتے مگر خداوند عالم نے ہمارے لئے ان کی تعلیمات اور ان کے مشن کو زندہ و باقی رکھا ہے اور ان کے رسولوں کی زیارت کی تاکیدی ہے تاکہ ہمارے لئے واضح نمونہ عمل رہے اور اس کے ذریعہ ہمارا امتحان لیا جائے۔ ہم ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا جواہر دہ رکھتے ہیں اس میں ہم کتنے سچے ہیں اور ہماری نیت کس قدر پاکیزہ ہے۔ ہم ان کی تعلیمات کو ان وعظوں کو کس طرح قبول کرتے ہیں اور کتنا اس پر عمل کرتے ہیں جس طرح ان لوگوں کو آزمایا گیا تھا جو ان کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ ہمیں اس بات سے پناہ مانگنا چاہیے کہیں ہم اپنی نیتوں میں سچے نہ اتریں۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کے منشا کے مطابق ہمیں کچھ ایسا ہونا چاہیے کہ کل ہم ان کے ساتھ مخشور ہوں، ان کے

خاص عمل کا اثر اس دنیا کے تمام ہونے کے ساتھ ماتھ ختم ہو جائے گا لیکن صرف خدا کے لئے خاصاً انجام دیا ہو اعمال باقی رہے گا۔ اس دنیا میں بھی اس کا اثر رہے گا اور آخرت میں بھی اثر جاری رہے گا۔

اللَّهُ اللَّهُ خَدَارَا خَدَارَا! حجاب اور پرده! اہل بیت علیہم السلام نے

نہایت تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ کربلا کے سخت ترین اور دشوار ترین حالات میں بھی پرده کا خیال رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حضرات بہترین مثال اور نمونہ عمل ہیں۔ ان حضرات کو جتنا زیادہ تکلیف و اذیت لوگوں کے درمیان بے پردنگی سے ہوتی اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔ اس بنا پر تمام زائرین اور خاص کر زیارت سے مشرف ہونے والی عورتوں کی خاص ذمہ داری ہے کہ باقاعدہ اپنے پرده کا خیال رکھیں ایسا کوئی کام نہ کریں جو پرده کے خلاف ہو۔ ان کا لباس ان کا انداز ہر جگہ پرده ملحوظ رہے۔ تنگ لباس اور غیر مردوں کے درمیان جانے اور زیورو زینت سے پرہیز کریں بلکہ جس قدر ہو سکے ان مقدسات کی حفاظت کی تو شش کریں اور ان تمام چیزوں سے دور ریں جوان مقدسات کے خلاف ہیں۔

خداوند عالم کی بارگاہ اقدس میں دست بدعا ہوں۔ اہل بیت علیہم السلام نے دین کی خاطر اور لوگوں کی ہدایت کی خاطر جو جہاد کیا ہے جو قربانیاں دیں یہاں خدا دنیا و آخرت میں ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ جس طرح ان سے پہلے انبیاء، مرسیین اور خاص کرا بر اہمیم وآل ابراہیم علیہم السلام پر درود وسلام نازل کیا ہے ان پر

حضرت امام حسین علیہم السلام اول وقت نماز کا خاص خیال رکھتے تھے یہاں تک روز عاشورا یک شخص نے اول وقت نماز کی بات کی تو امام علیہم السلام نے فرمایا:

ذَكَرَتِ الصَّلَاةَ جَعَلَكَ اللَّهُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ
تم نے نماز یاد کی خدا تھیں نماز گزاروں میں شمار فرمائے۔

امام حسین علیہم السلام نے میدان جنگ میں تیروں کی باش میں نماز ادا کی۔

اللَّهُ اللَّهُ خَدَارَا خَدَارَا! خلوص نیت! ہر انسان کے عمل کی قیمت اور برکت بارگاہ خداوندی میں خلوص نیت کی بنیاد پر ہے۔ خداوند عالم صرف اور صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو بس اللہ کے لئے انجام دیا جاتا ہے اور کوئی غیر شریک نہ نہیں ہوتا ہے۔ جس وقت لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اس وقت حضرت پیغمبر اکرم علیہ السلام نے فرمایا تھا: اور جس کی ہجرت خدا و رسول کی غاطر ہے اس کی ہجرت خدا و رسول کی طرف ہے اور جو دنیا کی خاطر ہجرت کر رہا ہے اس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے۔ خداوند عالم خلوص نیت کے اعتبار سے عمل کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے یہاں تک کہ ۲۰۰ گنا اضافہ کرتا ہے بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے اور زیادہ اضافہ کرتا ہے۔

زائرین کے لئے مناسب ہے کہ راستہ میں قدم قدم زیادہ سے زیادہ خدا کا ذکر کریں، ہر عمل میں خلوص کو مدنظر رکھیں۔ یہ جان لیں خداوند عالم نے بندوں کو جو نعمتیں دی یہیں ان میں سب سے عظیم نعمت عقائد، اقوال اور اعمال میں خلوص و اخلاص ہے۔ غیر

درود وسلام نازل فرمائے۔

ہے۔

جواب بسمہ تعالیٰ

بھی ہاں متعدد روایتوں میں جن میں بعض معتبر روایتیں ہیں امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں ان لوگوں کے لئے بھی جنت کا وعدہ کیا گیا ہے جو گریہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا شعر کہتے ہیں اور اس پر لوگ گریہ کرتے ہیں۔ قیمت کا وعدہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ شیعہ اور سنی روایتوں میں بعض اعمال پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان خود کو پوری طرح عذاب سے محفوظ رکھے چاہے وہ واجبات کو ترک کرتا ہو اور محمرمات کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔ یہ احساس کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ قرآن کریم کی آیتوں میں واجبات کے ترک اور محمرمات کے ارتکاب پر عذاب کا شدید وعدہ کیا گیا ہے۔ آیتوں اور روایتوں کی روشنی میں اس طرح کی روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ اعمال قبول ہو گئے تو جنت اس کا صلح ہے اور کبھی کبھی گناہوں کی کثرت قبولیت کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے جو جنت میں جانے اور جہنم کی نجات سے روک دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ یہ اعمال جنت کا استحقاق پیدا کر دیتے ہیں مگر ان کا قبول ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ ایسے اعمال نہ ہوں جو جہنم کا مستحق بنارہے ہوں اور وہ اعمال جن پر جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ رہنگی یہ بات کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے کا اتنا درجہ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گریہ انسان کے گھرے قلبی تعلقات اور

خداحضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو آنے والے تمام زائرین کی زیارتیں کو بہترین طرز و انداز میں قبول فرمائے جس طرح سے اپنے نیک و صالح بندوں کے اعمال قبول فرماتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی میں، اپنی رفتار و کردار میں، زیارت سے پہلے اور زیارت کے بعد کی زندگی میں ایک نمونہ عمل بنیں اور زیارت کے اثرات زیارت کے بعد بھی باقی ریں۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی طرف سے ان لوگوں کو ان کی ولایت و مجبت کا بہترین اجر و ثواب ملے اور میدان قیامت میں سب لوگ اپنے اماموں کے ساتھ مختار کئے جائیں۔ اس راہ میں شہید ہونے والے اور جان کا نذرانہ دینے والے، ظلم و مصائب برداشت کرنے والے، ان کی مجبت کی غاطر سب کچھ برداشت کرنے والے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مختار کئے جائیں۔ یقیناً خدا سننے والا اور دعاوں کا قبول کرنے والا ہے!

۱۳ صفر ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۱: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث کے سلسلے میں مرجع علیقہ درکی رائے کیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث یہ ہے :

مَنْ بَكَّلَ أَوْ تَبَاكَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَجَبَتْ لَهُ
الْجَنَّةُ

حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرے یا گریہ کرنے کی کوشش کرے اس کے لئے جنت واجب

۲۹ ربیعہ الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۲: کیا نماز (ظہر) کے وقت ضرری ہے کہ جلوس عرا کو چھوڑ کر اول وقت نماز ادا کی جائے یا جلوس عرا کے تمام ہونے پر نماز ادا کی جائے؟ اس میں کوئی بات زیادہ بافضلیت ہے؟

جواب: اول وقت نماز ادا کرنا لیکن اس سے زیادہ مهم یہ ہے جلوس عرا کا وقت اس طرح معین کیا جائے کہ نماز اول وقت ادا کی جاسکے۔

سوال نمبر ۳: کیا یہ مناسب ہے کہ چند عزاداروں کی موجودگی میں صبح کی پہلی ساعتوں میں جلوس نکال دیا جائے اور نماز کے وقت تک تمام کر دیا جائے یا عزاداروں کا انتشار کیا جائے اور درمیان جلوس نماز کا وقت آجائے؟

جواب: عزاداروں کا انتشار کیا جائے اور درمیان جلوس نماز ادا کی جائے اور پھر جلوس کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

۲۹ ربیعہ الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۲: ہمارے علاقہ میں متعدد امامبازیے اور حسینیہ ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا کی یاد میں بڑی بڑی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ اہل بیت علیہ السلام کی محبت میں ڈوبے ہوئے مونین اہم خدیتیں انجام دیتے ہیں۔ ان مجالس میں پڑے پیمانے پر مادی اور مصنوعی خدیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں متعدد جگہوں پر بڑی بڑی مجلسیں ہوتی ہیں۔ اکثر مجالس میں صبح سات بجے سے رات ۸:۳۰ بجے تک کھانا کھلایا جاتا ہے جس کے نتیجے میں کافی کھانا زیمن پر

رکاو کا پتہ دیتا ہے پھر یہ اس وقت ہوتا ہے جب دل بہت زیادہ غم زدہ اور محض وون ہوتا ہے یہ شدید احساس غم گریہ کا سبب ہوتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ حضرت رسول خدا علیہ السلام اور اہل بیت اطہار علیہم السلام سے سچی اور واقعی ولایت و محبت کا ترجمان ہے اور ان تعلیمات کا عکاس ہے جس کی طرف ان حضرات نے دعوت دی ہے اور جس کی خاطر شہادت قبول فرمائی۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس شہادت نے تاریخ کو لزہ برانداز کر دیا، ظالموں، جابریوں کے تخت بلا کر رکھ دیے اور مونین کے دلوں میں اسلامی تعلیمات کی جگہ میں مستحکم اور واضح کر دیں۔ یہ اسی وقت ہو گا جب ان سے تمکہ ہو گا اور مسلسل ان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ اس بناء پر ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے اس طرح کی روایتیں وارد ہوئی ہیں۔

تبایک: گریہ کی کوشش کرنا۔ اس کا مطلب دوسروں کے سامنے گریہ کا اٹھا رہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے غم کی حقیقت کو محسوس کر کے گریہ کی کوشش کرنا۔ اس وقت انسان کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ دل خشک ہے اور آنسو نہیں بکل رہے ہیں۔ اس وقت کوشش کرنا دل کو گریہ پر آمادہ کرتا ہے تاکہ اس کے احساسات عقل کی آواز پر لبیک کہیں۔

جب خدا کا ذکر کیا جائے اس وقت گریہ کرنا یا گریہ کی کوشش پر جو جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا مفہوم ہے جس کی طرف مختلف علماء نے اشارہ فرمایا غاص کر علامہ مقدم نے اپنی کتاب ”مقتل الحسین علیہ السلام“ میں:

یہ۔

جواب : اگر کوئی مخیز موجود ہے تو ان چیزوں کو بہتر میں بدلا جاسکتا ہے البتہ اگر یہ چیزیں وقف ہیں تو اس وقت تک ان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا ہے جب تک اسی طرح دوسرے دینی مراکز میں استعمال کی جاسکتی ہوں اور اگر یہ چیزیں ان مراکز کی ملکیت میں ہیں تو شرعی متولی ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت ان مراکز کی ضروریات میں استعمال کر سکتا ہے۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۵ : نہ سال اربعین کے موقع پر پیدل کر بلایا جاتے ہوئے دو باتیں پیش آتی ہیں

۱۔ جو لوگ سڑک کے راستے کر بلایا جاتے ہیں تو ایک طرف کی سڑک بند کر دی جاتی ہے دو طرف سڑک صرف یک طرفہ ہو جاتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟
۲۔ وہ انہیں جو راستے میں زائرین کی خدمت کرتی ہیں ان کے افراد کاڑیوں کی رفتار کرنے کے لئے جگہ جگہ رکاوٹیں لگادیتے ہیں تاکہ زائرین محفوظ رہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب:

۱۔ کچھ اس طرح سے انتظامات کئے جائیں کہ دونوں طرف استعمال ہو سکے۔
۲۔ ٹرافک پولیس سے ہماہنگی کے بعد کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۶ : جلوس عرائیں طبل، بگل وغیرہ کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟

جواب : جلوس عرائیں عرف کے مطابق ان کا استعمال

پھیل دیا جاتا ہے۔ اس مسلمہ میں جناب عالیٰ کی رائے کیا ہے؟

جواب : کھانا بر باد کرنا شریعت کی نگاہ میں ناپسند اور حرام ہے۔ ضروری ہے کہ کچھ اس طرح کے انتظامات کئے جائیں کہ کھانا بر باد اور صائم نہ ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کھانا کھلانے والوں کے درمیان باہمی معاهدہ ہو اور اتنا کھانا تیار کیا جائے جس قدر ضرورت ہوتا کہ کھانا ضائع اور بر باد نہ ہو۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۷ : پیٹل اور تابنے کی وہ دلیگیں (بڑے پیٹلے ہو گئے) جو متعدد رسول کے استعمال سے پرانے ہو گئے ہیں کیا ان کو فروخت کر کے نہ برتن ایلومنیم وغیرہ کو خرید کر انہیں مناسبتوں میں کھانا پکایا جاسکتا ہے؟

جواب : اگر پرانے برتن تعمیر کے بعد استعمال ہو سکتے ہیں تو ان کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کی تعمیر میں جو خرچ ہو گا وہ مال کا ضائع ہونا ہے تو جوان برتنوں کا اشرعی متولی ہے وہ ان کو فروخت کر کے دوسرا لے سکتا ہے۔

۲۸ رب جن ۱۴۳۳ھ

سوال نمبر ۸ : امامہ اڑے، حسینیہ، انجمن مسجد اور اس طرح کے دوسرے اوقاف اگر ان کی بعض چیزیں پرانی ہو جائیں جیسے لانت، چراغ، فرش، دیواروں اور زمین کے پتھر ٹالس، اگر یہ سب پرانے ہو جائیں اور ان کی شکل و صورت بدل جائے، کوئی مرد مخیز ان کو ان سے بہتر میں بدلنا چاہے تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اگر جائز نہیں ہے تو ناجائز کی حد کیا ہے؟ یہ چیزیں پرانی ہو گئیں ہیں مگر ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ کبھی کبھی ایسی صورت آجاتی ہے کہ عام لوگ ان دینی مراکز کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے

جاوہر ہے گرچہ یہ مشترک آلات ہیں لیکن یہ وہ لعب سے مخصوص نہیں توفیق دینے والا ہے۔
یہیں۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال ۱۱: ذوالا دب والاحترام سید جلیل! مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے بعض جوان طرح طرح کے لباس پہن کر آتے ہیں۔ کچھ مکمل وکود کے ہوتے ہیں جو بعض کے لباس پر چکر رہتے ہیں۔ بعض کے لباس پر کسی کھلاڑی، کسی ہیر و کسی گانے والے کی تصویریں بنی ہوتی ہیں۔ بعض کے اوپر دوسری زبانوں میں غیر اخلاقی عبارتیں لکھی ہوتی ہیں۔ بعض کی داڑھیاں منڈی ہوئی یا پھر مغربی طرز کے سراور داڑھی کے بال بننے ہوتے ہیں۔

آپ کی نظر مبارک میں اس طرح کی باتیں شرعی نقطہ نظر سے کیا حیثیت رکھتی ہیں؟

جواب: جو باتیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض حرام ہیں اور بعض غیر مناسب ہیں۔ بہر حال جو چیزیں ضروری ہے کہ ان زائرین کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ سمجھایا جائے۔ اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے جوانوں کے لئے ضروری ہے وہ ایسے کپڑے نہ پہنیں جو تنگ ہوں یا ان پر غیر مناسب تصویریں یا عبارتیں لکھی ہوں۔ انسان کا لباس اس کی فقار و کردار کا ایک حصہ ہے۔ اسی طرح یہ لباس اس کی عقل، ثقافت و تہذیب اس کے فکر و خیال کا ترجمان ہے۔ ان میں بعض لباس وہ ہیں جن کا پہننا حرام ہے جیسے وہ لباس جو حرام کام پر آمادہ کرتے ہوں یا فتنہ و فساد کو عام کرنے کا سبب ہوں۔ ان مقامات مقدسہ میں مسجدوں میں، حرموں میں لباس کا خاص

باقی صفحہ نمبر ۲۹ پر

سوال نمبر ۹: ہمارے علاقہ میں بھرینی انداز سے عزاداری ہوتی ہے۔ یعنی مختلف طرز و انداز اور لجن میں نوحہ وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ انداز یہ وہ لعب کے انداز سے مشابہ ہوتے ہیں تو کیا اس طرح کے لمحن اور انداز جلوس عربا میں استعمال ہو سکتے ہیں؟

جواب: جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ طرز و انداز اور لجن ارباب یہ وہ لعب سے مخصوص ہے اس وقت تک عزاداری میں اس کا استعمال جائز ہے اور جس وقت معلوم ہو جائے تو ناجائز ہے۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۱۰: بعض مومنین محرم اور صفر یاد یگر ایام غم میں کچھ ایسے اعمال انجام دیتے ہیں جو مناسب نہیں ہیں جیسے شادی کرنا، نئے گھر میں منتقل ہونا یا نئی نئی چیزیں خریدنا جیسے گھر کے سامان، لباس، اور بدن کو زینت دینا، نئے ادaroں و مرakز وغیرہ کا افتتاح..... وغیرہ وغیرہ۔ شریعت کی نظر میں ان امور کا انجام دینا کیسا ہے؟

جواب: ان دنوں میں اس طرح کے کام حرام نہیں مگر یہ کہ تو یہیں یا ان ایام کو سبک کرنے کا سبب ہوں جیسے عاشور کے دن زینت کرنا، خوشی منانا۔

البته ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ایام غم و عربا میں ایسا کوئی کام انجام نہ دیں جو اپنے عزیزوں و قرابتداروں کے غم و مصیبت میں انجام نہیں دیتے ہیں مگر ضرورت کی بنا پر..... ضروری ہے کہ ایسا وقت منتخب کریں جو ایام غم و عربا سے جدا ہو۔ خدا

آثار و برکات زیارت امام حسین علیہ السلام

ہے، یہ ہے برکت۔

آثار

اثر کی جمع ہے، روایت میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رہے تھے جہاں بہت شور و غل تھا، آپ علیہ السلام نے وجہ دریافت تھی تو پتہ چلا کہ یہاں شادی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں ماتم ہوا، لہن مرچ کی ہو گئی، مگر کچھ لوگ جب دوسرا دن وہاں پہنچ گئے تو دیکھا کہ وہی خوشی کاماحول ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچنے اور لہن سے پوچھا کہ تم نے کون سی نیکی انجام دی۔ لہن نے کہا کچھ نہیں، ہاں مگر ایک سائل آیا تھا اسے صدقہ دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بستر ہٹوایا تو دیکھا کہ ایک سانپ بستر کے پیچے مسرا پڑا ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ اس صدقہ کا اثر تھا کہ لہن کی جان پنج گنی ورنہ آج یہاں ماتم ہوتا۔

(بخار الانوار، ج ۳، ص ۹۳۔ باب ۳)

ایک صدقہ کا اثر انسان کی جان بچا دیتا ہے تو زیارت امام حسین علیہ السلام کے اثرات انسان کو نہ جانے لئے مشکلات و مصائب، یماری و پریشانی، عداوت، انحراف، اختلاف وغیرہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

ابو الحسن جمال الدین علی بن عبد العزیز ابن ابی محمد الحنفی الموصی الحنفی، جو بہت ہی بزرگ مرتبہ شاعر اہل بیت علیہ السلام تھے۔ حلقہ میں رہتے تھے اور نہ ۵۰ ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ لوگوں کے درمیان ان کی قبر بہت مشہور و معروف ہے۔ مرحوم قاضی نور اللہ

آثار و برکات زیارت امام حسین علیہ السلام پر قسم اٹھانے سے پہلے میں یہ سوچنے لگا کہ میری روگوں میں جلوہ دوڑ رہا ہے، کیا کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا جب بدن میں دوڑتا ہو میری آنکھوں سے ٹپکنے لگے گا۔

روگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قال جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے تو پھر لہو کیا ہے۔ (غالب)

تو کیا مجھ میں اتنی سکت پیدا ہو جائیں گی کہ جلوہ میری روگوں میں دوڑ رہا ہے وہ زیارت امام حسین علیہ السلام کے تصورات سے اتنا متاثر ہو کہ میری آنکھوں سے آنسو کے بجائے لہو کے قطرات بن کر ٹپکنے لگیں گے تاکہ انہی قطرات میں سے ایک قطرہ اٹھا کر اس مضمون کو دے دوں جو شاید اس بات کی آئینہ داری کر سکے کہ آخر اس زیارت (امام حسین علیہ السلام) کے کیا آثار و برکات ہیں۔

آثار و برکات کے معنی

برکات

برکت کی جمع ہے، جب دعوت ذوالعشیرہ کا انعقاد ہوا تو ختنی مرتبہ حضرت محمد ﷺ نے مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کو غذا کے انتظام کرنے کا حکم دیا۔ قدماً مختصر تھی اور اہل مکہ زیادہ تھے مگر سبھی نے شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی غذا پنج گنی۔ اسے کہتے ہیں برکت۔ اصطلاح میں ایک شخص اگر مختصر سی آمدی نی گھر لے کر آتا ہے اور اس کے گھر میں سب اس طرح سے زندگی بسر کرتے ہیں کہ خوشحالی اس کے گھر میں ابر باراں کی طرح برستی

منزلت دھاتا ہوں جس کی وجہ سے میں نے انھیں تم پر اور اپنی دوسری تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ موئی علیلیام کی نظرؤں کے سامنے سے ملکوت سماوی کے پردے ہٹادیئے گئے۔ جب انہوں نے اس منزلت کے انوار اور خدا سے قرب کو ملاحظہ فرمایا تو ان کی حالت یہ ہو گئی کہ اپنی جان، جان آفریں کے حوالے کرنے کے قریب ہو گئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: پروردگار! تو نے انہیں کس بناء پر اس قدر بزرگی عطا فرمائی غدا و م عالم نے فرمایا، اس خوبی کی وجہ سے جو مجھ سب سے زیادہ پسند ہے اور وہ ہے ایثار۔

اے موئی ان میں سے جو شخص بھی میرے پاس اس حالت میں آئے گا کہ اس نے اپنی زندگی کا کچھ وقت اس پر صرف کیا ہو گا تو اس کا حساب لینے سے مجھے شرم آتے گی اور میں اسے بہشت کا وہ مقام عطا کروں گا جیسے وہ چاہے گا۔

(مجموعہ درام، ج ۱ ج ۲۳)

اب میرے لئے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ جو خدا ایک بندہ خاکی جس نے کچھ وقت ایثار پر صرف کیا ہوا سے اتنا عطا کرتا ہے تو وہ ذات نورانی اور مجسمہ عصمت و طہارت جس نے اپنی ساری زندگی ایثار میں صرف کر دی ہو تو آخر سے اتنی فضیلت نہ ملے گی تو کسے ملے گی؟

اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ زیارت امام حسین علیلیام کے آثار و برکات بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ مجال ہے، قارئین کرام کے لئے مندرجہ ذیل روایات مختلف عنوان کی شکل میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ یہ ہم سب کے شوق

شوستری شہید ثالث نے اپنی کتاب المجالس، صفحہ ۳۴۳، اور مرحوم محمد نوری نے ریاض الجنة میں لکھا ہے کہ ان کے والدین ناصی تھے۔ انکی والدہ نے یہ نذر کی تھی کہ ان کے یہاں لڑکا پیدا ہو گا تو وہ (اسکے ذریعہ زائرین امام حسین کے لئے سابلہ کار استہ بند کروائیں) اور زائرین امام حسین علیلیام کو قتل کروائیں۔ جب ان کا لڑکا جوان ہوا اسی مقصد (یعنی زائرین کو لوٹنے اور قتل کرنے کی نیت سے) وہ مسیب پہنچا، جو کہ کربلا سے قریب ہے اور زائرین کا انتظار کرنے والا اسی اثنا میں اسے نیند آگئی اور کاروان آگے چلا گیا۔ اس نے اپنے آپ کو عالم محشر میں پایا اور اسے جہنم میں لے جانے کا حکم صادر ہو گا تھا مگر اسے جہنم کی آگ نقصان نہیں پہنچا سکی کیونکہ اس کے بدن پر زائرین کے قدموں کی غاک پڑ چکی تھی۔ (الغدیر، ج ۷، ج ۱۲)

قارئین محترم ایزی زیارت امام حسین علیلیام کا ایک ادنی اثر ہے بلکہ یوں بھی ان زائرین نے زیارت بھی نہیں کی تھی صرف ارادہ کیا تھا اور امام حسین علیلیام کی زیارت کے لئے نکلے تھے۔ ان کے پیر کی دھول جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ فرار پائی۔

میں اسی فکر میں غوطہ زن تھا کہ آخر کیا وجد ہے کہ خداوند متعال نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیلیام کی زیارت میں اتنی برکات (جس کا ذکر ہم بھی کریں گے) رکھی ہے کہ اچانک میری نظرؤں سے حضرت موئی کلیم اللہ علیلیام کا وہ مکالمہ لگزرا جس میں آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: پروردگار! مجھے حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت کے درجات دھما۔ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا: موئی تم میں یہ دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ البتہ میں تمہیں ان کی جلیل اور عظیم منزلتوں میں سے صرف ایک

زیارت کو نہیز کر سکیں۔

اگنا ہوں کا بخشش جانا

ماجات کا مجھ سے سوال کر میں برلاوں گا، راوی کہتا
ہے حضرت نے فرمایا یہ اللہ پر حق ہے کہ اس نے جو
چچھ خرچ کیا سے عطا کرے۔

(ثواب الاعمال، ج ۳۲)

۲- حج و عمرہ سے افضل ہونا
عبادات میں مشکل ترین عبادت حج و عمرہ ہے اور یہی وہ
عبادتیں ہیں جسے خدا نے استثنار کھا ہے یعنی اس عبادت میں
کفالت شرط ہے۔ روایات میں زیارت سید الشہداء علیہ السلام کو حج و
عمرہ سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے
ہیں:

زیارتُ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ تَعَدِّلُ عِنْدَ اللَّهِ
عِشْرِینَ حَجَّةً وَأَفْضَلَ مِنْ عِشْرِینَ حَجَّةً
حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت میں حج
کے برابر بلکہ میں حج سے افضل ہے۔ ل

(ثواب الاعمال، ص ۹۲)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
منْ آتَى قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ عَارِفًا بِحَقِّهِ كَانَ
كَمْنَ حَجَّ مائَةَ حَجَّةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت کے ساتھ
زیارت کریا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو سوتھے
پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ساتھ حج بجا لایا ہو۔

۳- فرشتوں کا دعا کرنا

لہ یہاں پر حج واجب مراد نہیں ہے بلکہ مستحبی حج مراد ہے۔

سوائے انبياء علیہم السلام اور چہار دو مخصوصین علیہم السلام ہر ایک سے
گناہ سرزد ہو سکتی ہے۔ اور خدا نے رب العزت نے گناہوں پر سزا
رکھی ہے۔ مگر فطرت انسانی سزا نہیں چاہتی ہے، اذیت نہیں
چاہتی، بخشنش اور آرام چاہتی ہے۔ لہذا اپنے گناہوں کو بخشوآنے کا
بہترین ذریعہ زیارت امام حسین ہے جس کے بارے میں حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ آتَى قَبْرَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ عَارِفًا بِحَقِّهِ
غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ.
جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت
کے ساتھ زیارت کرے گا تو اس کے گذشتہ اور
آئندہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

(ثواب الاعمال، ص ۸۶، ثواب من زار قبر الحسین علیہ السلام)

دوسری جگہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
جب کوئی شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی
زیارت کے لئے گھر سے نکلے اور اپنے خاندان کو
الوداع کرنے کے بعد پہلا قدم رکھے گا اس کے گناہ
معاف ہو جائیں گے اور قبر حسین علیہ السلام تک جیسے جیسے
قدم اٹھاتا جائے گا پاک سے پاک تر ہوتا جائے گا
جب مزار مقدس پر پہنچ جائے گا تو خدا اس کو مخاطب
کرتے ہوئے فرماتے گا میرے بندے مجھ سے
ماںگ میں تجھے عطا کروں گا، مجھے پکار میں تجھے جواب
دونگا، مجھ سے طلب کر میں دعا پوری کروں گا، اپنی

اسکی نماز جنازہ پڑھیں گے اور مرنے کے بعد اس کے لئے استغفار کریں گے۔

(ثواب الاعمال، ج ۱۵)

۲- زیارت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت

زیارت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت کے بارے میں جو کچھ بھی احادیث کے ذریعہ معصومین علیہم السلام نے تعلیم دی ہے وہ ایسی ہیں کہ جتنا اس پر غور کیا جائے کشف و کرامات الہی کے پر دے اٹھتے دکھانی دیتے ہیں۔ اگر آنکھیں کی تفسیر ممکن ہوتی تو شاید اسکی اہمیت زیر قلم آ سکتی تھی۔

۵- امام حسین کی زیارت کو یا عرش الہی پر خدا کی زیارت ہے راوی نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا، امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا کیا ثواب ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

کَانَ كَمِنْ زَارَ اللَّهَ فِي عَرْشِهِ
كُوْيَا سَنْ نَعْرِشَ الْهِيْبِيْ زِيَارَتَ كَيْ

(کامل الزیارات، ج ۷، ص ۱۳، ح ۲)

بیش ردہ ان کہتے ہیں میں ہے رسال حج بیت اللہ سے مشرف ہوتا تھا مگر سال گذشتہ نہیں جاسکا جب اگلے سال حج کرنے کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کرنے گیا تو امام علیہ السلام نے دریافت کیا: اے بیش رسال گذشتہ تم حج کے لئے ہیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا، میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں میرے پاس لوگوں کی کچھ امامتیں ہیں اور مجھے ڈرخسا کہیں کھونہ جائیں، لہذا میں نے روز عرفہ قبر امام حسین علیہ السلام پر گزارا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارے معاشرے میں اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، ہم دعا کر کر کے تھک کرنے گئے ہیں، نہ جانے خدا کب ہماری دعا سننے گا وغیرہ وغیرہ۔ عزیزان گرامی! زائر امام حسین علیہ السلام کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں، فرشتے معصوم ہوتے ہیں، ان کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ شاید اسی لئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

لَا تَدَعْ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ أَكْرَامُ أَنَّ مَا تُحْبِبُ أَنْ
تَكُونَ فِيمَنْ تَدْعُولَهُ الْمُلَائِكَةُ.

زیارت امام حسین علیہ السلام کو ترک نہ کرو، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے لئے فرشتے دعا کریں۔

(کامل الزیارات، ج ۱۹، ص ۱۱۹)

مَنْ يَدْعُو لِرُزُوْرَةٍ فِي السَّمَاءِ أَكْرَمُ هُنَّ
يَدْعُو لَهُمْ فِي الْأَرْضِ
زائر امام حسین علیہ السلام کے لئے زمین سے زیادہ آسمان پر دعا کرنے والے ہیں۔

(کامل الزیارات، ج ۱۱، ص ۱۷)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک چار ہزار فرشتے پر بیشان اور غبار آسود بالوں کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر پر قیامت تک کھلنے گریہ کر رہے ہیں۔ ان کے سردار فرشتے کا نام منصور ہے، جو شخص بھی زیارت کے لئے جاتا ہے یہ اسکا استقبال کرتا ہے یہ سب فرشتے جب تک یہ زندہ ہے اس سے جدا نہیں ہون گے۔ اگر بیمار پڑ جائے گا تو اسکی عیادت کریں گے، اگر مجاہے گا تو

اضافہ ہوتا ہے، عمر طولانی ہوتی ہے، اور بلا نیں بطرف ہوتی ہیں۔ ان کی زیارت، سراسر مون پرواجب ہے جو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ (امام حسین علیہ السلام کی) امامت اللہ کی جانب سے ہے۔

(وسائل الشیعہ، ج ۱۳ ص ۲۱۳)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا تَدْعُ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُرْأَتِهِ أَخْحَابَكَ بِذَلِيلَكَ يَمْدُدُ اللَّهُ فِي عُمُرِكَ وَيَزِيدُ اللَّهُ فِي رِزْقِكَ وَيُجْنِيَكَ اللَّهُ سَعِيدًاً وَلَا تَمُوتُ إِلَّا سَعِيدًاً [شَهِيدًاً] وَيَكْتُبُكَ سَعِيدًاً

زیارت امام حسین علیہ السلام کو ترک نہ کرو اور اپنے دوستوں کو بھی اس کا حکم دو یونکہ اس سے عمر طولانی ہوتی ہے، رزق میں اضافہ ہوتا ہے، زندگی خوشگوار ہوتی ہے اور سعادت (شہادت) کی موت نصیب ہوتی ہے اور اللہ اس کا نام سعادت مند لوگوں میں درج کرتا ہے۔

(کامل الزیارت، ج ۵، ص ۱۵۲)

کے زیارت امام حسین علیہ السلام غم کے زائل اور حاجت کے روا ہونے کا سبب

پوری دنیا میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہ ملے کہ جو غم زدہ، پریشان حال، مصیبت زده ہو۔ اگر شاز و نادر کوئی ایک مل بھی جائے تو ضرور کوئی نہ کوئی حاجت اور خواہش رکھتا ہو گا۔ خداوند متعال نے زیارت امام حسین علیہ السلام کو غم کے زائل اور

تو تم نے کچھ نہیں کھو یا ان لوگوں کے مقابلے میں جو میدان عرفات میں موجود تھے۔ اے بشیر! جو کوئی امام حسین علیہ السلام کی زیارت ان کے حق کو پہچانتے ہوئے کرتا ہے گویا اس نے اللہ کی زیارت عرش پر کی۔

۶- زیارت امام حسین علیہ السلام سے عمر اور رزق میں اضافہ ہونا ہر انسان موت سے گریزان ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ موت بحق ہے۔ طولانی عمر کی خواہش کا ایک عنصر بھی اس کی فطرت میں پایا جاتا ہے۔ لہذا ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ لوگ نہ جانے کتنی جدوجہد کرتے ہیں تاکہ وہ صحت مندر ہیں۔ ان کی عمر طولانی ہو، طرح طرح کی دو ایساں ایجاد کی گئیں جس سے انسانی زندگی میں اضافہ ہو۔ یعنیہ سراسر انسان بہترین رزق چاہتا ہے۔ زیادہ روپے و دولت کو دوست رکھتا ہے، آسان رزق چاہتا ہے۔ خداوند عالم نے زیارت امام حسین علیہ السلام میں وہ اثر و برکت رکھا ہے کہ جو کوئی بھی ان کی زیارت کے لئے جائے گا خداوند عالم اسے طولانی عمر اور کشادہ رزق عطا کرے گا۔

محمد بن مسلم، امام باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

مُرْوَا بِشِيعَتِنَا بِزِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلِيَّ فَإِنَّ إِتْيَانَهُ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ وَ يَمْدُدُ فِي الْعُمُرِ وَ يَدْفَعُ مَدَافِعَ السُّوءِ وَ إِتْيَانَهُ مُفْتَرِضٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ يُقْرَأُ لَهُ بِالْإِمَامَةِ مِنَ اللَّهِ۔

ہمارے شیعوں کو حکم دو کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی قبری زیارت کریں یونکہ ان کی زیارت سے رزق میں

روز قیامت زائر امام حسین علیہ السلام سوایے گناہ گاروں کی
شفاعت کریکا جن پر جہنم واجب ہو گئی ہو دنیا میں
اسراف کرنے والوں میں تھے۔

(بخار الانوار، ج ۹۸ ص ۷۷، ح ۳۶)

عبداللہ بن شعیب تکمیلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت نقل کرتے ہیں:

روز قیامت منادی ندادے گا کہاں میں شیعیان آل محمد
علیہم السلام تو ایک گروہ جس کی تعداد سوا ستر خدا کے کوئی شمار
نہیں کر سکتا کھڑا ہو جائے گا اور لوگوں سے الگ ہو جائے گا۔
پھر منادی ندادے گا، کہاں میں زائر قبر امام حسین علیہ السلام؟ تو
ایک بہت بڑا گروہ کھڑا ہو جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ
تم جسے پسند کرتے ہو ان کا ہاتھ پکوک کر جنت میں لے جاؤ۔ تو
وہ لوگ ان لوگوں کو جنت میں لے جائیں گے جنہیں وہ
دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص
کہے گا، اے فلاں بن فلاں! کیا تم مجھے نہیں بچپا سنتے ہو میں
ایک دن تھہارے احترام کے لئے کھڑا ہوا تھا تو وہ زائر
اسے بھی اپنے ساتھ جنت میں لے کر داخل ہو جائے گا اور
کوئی اسے روکے گا نہیں۔

(بخار الانوار، ج ۹۸ ص ۷۷)

اے اللہ تبارک تعالیٰ! ہم سب کو وہ دل عطا فرماء جس میں
شوق زیارت کا دریا موجود ہو۔ ہمارے مولا و آقا کی تشنہ لی کا
واسطہ اشتیاق زیارت کی پیاس کبھی کم نہ ہو اور ہم بار بار آپ علیہ السلام
کی قبر مطہر کی زیارت سے سیراب ہوں پھر بھی شوق، سیراب نہ ہو۔
شاید کبھی ہمارا نصیب جاگے اور اس زیارت کی راہ میں ہمارا مولا و
آقا حضرت جحت بن الحسن عسکری علیہم السلام جو منظوم خون حسین علیہ السلام ہے
نہیں اپنے دیدار سے مشرف کر دے۔

حاجات کے روایتے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ

امام حسین علیہ السلام، صاحب کربلا کو مظلوم، پریشان حال،
پیاس اور مصیبت زدہ قتل کیا گیا۔ تو ان کا حق اللہ پر یہ
ہے کہ جو کوئی پریشان حال، مصیبت زدہ، گناہ گار، مغموم،
پیاس اور بیماران کی زیارت کے لئے آتے گا اور ان
کی قبر کے نزدیک نماز ادا کر کے قرب الہی کا خواستگار
ہو گا، اللہ اس کے غمتوں کو بطرف کر دے گا، اس کی
 حاجت پوری کر دیگا، اس کے تمام گناہ معاف کر دیگا،
اس کی عمر طولانی کر دیگا اور اس کے رزق میں اضافہ
کر دیگا۔ اے صاحبان بصیرت اس سے عبرت حاصل
کرو!

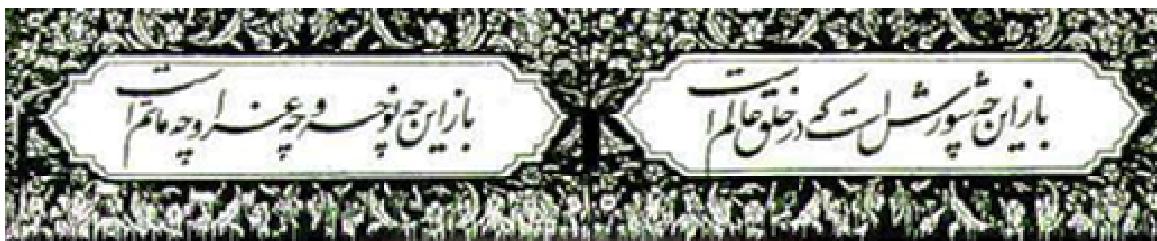
(بخار الانوار ج ۹۸ ص ۷۶)

۸- زائر امام حسین علیہ السلام کا شافع ہونا

یقیناً ہم میں سے کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم اپنے اعمال
کی بناء پر جنت میں چلے جائیں گے۔ ہمارے اعمال میں نہ جانے
کتنے نقص پائے جاتے ہیں۔ کبھی ریا کاری، کبھی شرک، کبھی حسد، تو
کبھی اانا۔ ہاں جو چیز میں نجات دے سکتی ہے وہ صرف وصرف اہل
بیت علیہم السلام اور ان کے چاہنے والوں کی شفاعت ہے۔ لہذا سیف
تمار روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے
ہوئے سناتے:

زَائِرُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ مُسَفَّعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لِيَأَتِيَ رَجُلٌ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ
هُمْ كَانُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الْمُسْرِ فِينَ

باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است؟



پھریہ خلق عالم میں کیما انقلاب اور کیما شور اور ہنگامہ
ہے؟

اس مصرع کے ساتھ پھر دوسرا مصرع بھی سمجھ میں آیا اور
کوٹھ کرتے کرتے بہت سے مصروعوں کو پڑھ ڈالا۔ بات
جب یہاں تک پہنچی ہے تو اب ان اشعار کی حقیقت سے آشنا
ہوتے ہیں۔

یہ شعر کس نے لکھے؟

ایران کے بہت ہی مشہور شاعر شمس الشعرا مختشم کاشانی علی
بن احمد کے اشعار میں ۹۰۵ھ میں ایران کے شہر کاشان میں
پیدا ہوئے اور تقریباً ۹۱۰ رسال کی عمر میں ۹۹۶ھ میں کاشان میں
ہی انتقال ہوا اور وہی دفن ہوئے۔ صفوی دور کے اوائل میں
آپ نے زندگی گذاری مختشم اپنی جوانی ہی سے شعر کہتے تھے البتہ
ابتداء میں ذوقی شعر اور غزل کہا کرتے تھے لیکن بعد میں دینی
رجحان پیدا ہوا تو نیا موضوع لیا اور ذکر مصائب اہل بیت علیہم السلام پر
شعر کہنے لگے اور پھر خوب شہرت حاصل کی۔

مرشیہ نگاری کا آغاز

مختشم جوانی میں ذوقی شعر و شاعری میں لگے تھے اور اسی

یہ ہمارے پہنچن کی بات ہے کہ امام، ابا، چچا، پھوپھی، خالہ،
دادا، دادی ہمیں عراقانوں میں لے کر جاتے اور عراقے سید
الشہداء علیہم السلام کی تربیت ہوتی تھی۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ ابھی ہم
شیرخوار ہی تھے کہ ہمیں محبلسوں میں لے جایا گیا اور کانوں میں
نوحوں، ماتم و مرثیہ کی آوازیں پہنچائی گئیں۔ دھیرے دھیرے
اسی ماحول میں پروان چڑھے اور عزاداری و عراقانوں سے
مانوس سے مانوس تر ہوتے گئے۔ جب کچھ ہاکا سا شعور آیا تو دیکھا
کہ عراقانوں کو سجا یا جاتا ہے اور ان سجاوٹ و تزیین میں کپڑے
کی کالی پٹی ہے اور اس پر سرخ، زرد، ہرے اور نیلے رنگوں سے
کچھ لکھا ہے۔ لیکن ہم نے اس پر کچھ غور و خوض نہیں کیا۔ البتہ وقت
کے گزرنے کے ساتھ حالات بدے اور ہم کچھ پڑھ لکھ کر نوجوانی
سے جوانی کی عمر میں پہنچے۔

پہنچن میں دیکھی ہوئی وہ پیٹاں اور طفرے جو ہمارے
ذہن کے کسی کوشہ میں دوسری تمام چیزوں کی طرح کلی و بیطیشکل
میں بسی ہوئی تھیں، ہم نے انہیں کلی صورت سے نکال کر جزئی
شکل میں رکھا اس لئے کہ اس وقت ہم کچھ فارسی پڑھنا ہمنا سیکھ
چکے تھے۔ اب جوان طغروں کو غور سے پڑھا تو پتہ چلا کہ لکھا ہے:

باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است؟

حضرت امیر علیہ السلام نے مصرع دیا

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہو:

باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم است؟

پھر یہ خلق عالم میں کیسا انقلاب اور کیسا شور اور ہنگامہ
ہے؟

بیدار ہوتے تو دوسرا مصرع اسی وقت شاہ اولیاء کی توجہ کے
ساڑیہ میں لکھا اور حضرت کی برکت و عنایت کے طفیل میں بقید اشعار
لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اس مصرع پر پہنچے:

ہست از ملال گرچہ بری ذاتِ ذو الجلال
اگرچہ اللہ کی ذاتِ ذو الجلال ملال سے بری و پاک
ہے

اس کا مصرع ثانی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ حتیٰ دن گذر گئے
لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا تو ایک شبِ خواب میں حضرت قائم علیہ السلام کو
دیکھا۔

امام زمانہ علیہ السلام کا مصرع

امام زمانہ علیہ السلام نے فرمایا:

او در دل است و هیچ دلی بی ملال نیست
وہ (اللہ) دل میں ہے اور کوئی بھی دل بے ملال
نہیں ہے۔

(وقائع الایام، خیابانی، ص ۵۸، پاپ گی)

تذکر

كتاب الْكَلَامُ يَجْرِي الْكَلَامُ، ج ۲، ص ۱۱۰ پر یہی
واقعہ نقل ہوا ہے لیکن ذر اسے فرق کے ساتھ۔ اس کتاب میں امیر

لئے ان کے ہم عصر انہیں نکل الشعار کا القب دے رکھا تھا۔ ہم
اپنی زبان میں کہیں کہ لا ابادی مزاج تھے۔ لیکن ان کی زندگی میں
ایک حادثہ پیش آیا اور انہیں مرشیہ سرائی کی طرف لے گیا۔ وہ حادثہ
یہ تھا کہ ان کے ایک بھائی عبد الغنی کا ہندوستان کے دکن میں
انتقال ہو گیا اور ان کی جدائی میں بہت ہی جانسوز مرشیہ لکھا۔ اور
ایک مرشیہ اپنے بھتیجے کی موت پر بھی لکھا اس طرح مرشیہ نگاری کا
آغاز ہوا۔

علام رضا میں امیر المؤمنین علیہ السلام

مرحوم حاج ملا علی خیابانی تبریزی نے اپنی کتاب و قایع
الکیاہر میں مختصہ کاشانی کی سید الشهداء علیہ السلام پر مرشیہ سرائی کے
مسلسلہ میں لکھا ہے:

جب مولانا مختصہ کے بھتیجے کا انتقال ہوا تو مختصہ نے اس کے
لئے ایک مرشیہ لکھا۔ ایک شب حضرت اسد اللہ الغالب علی اہن ابی
طالب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اے
مختصہ! اپنے بیٹے (بھتیجے) کے لئے مرشیہ اور شعر کہے، لیکن تم نے
میرے قرۃ العین اور میرے نور چشم حسین علیہ السلام کے لئے مرشیہ نہیں
کہا؟ صحیح کو جب بیدار ہوتے تو اس خواب کے بارے میں سوچنے
لگے۔ دوسری شب پھر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو خواب میں
دیکھا کہ فرمار ہے میں: میرے بیٹے حسین علیہ السلام کے لئے مرشیہ کہو!
مختصہ نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں، امام حسین علیہ السلام کی مصیبت
حد و حصر سے باہر ہے اس لئے مجھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ بات
کہاں سے شروع کروں اور کیا کہوں؟

پیغمبر اکرم ﷺ کا مختشم کے مرثیہ پر گریہ
مقبول کاشانی ایک معروف شاعر تھے اور انہیں زیارت
امام حسین علیہ السلام کی بڑی آرزو تھی۔ لیکن مالی حالت ٹھیک نہ ہونے
کی وجہ سے محروم تھے۔ جب کوئی کربلا جاتا، آپ کی آنکھوں سے
حضرت کے آنسو بہتے اور بے کفن امام مظلوم کی زیارت کی تمنا
شدت سے بڑھ جاتی تھی۔ ایک دن ان کے ایک دوست نے سفر
کے خرچ کو مہیا کر دیا اور یہ کاشان سے کربلا کی طرف نکل پڑے۔
راستے میں گلپایگان کے قریب راہزنوں نے پورے قافلہ کو لوٹ
لیا۔ کچھ لوگ کاشان لوٹ گئے اور کچھ نے گلپایگان کا رخ کیا اس
ارادہ سے کہ جان پیچان والوں سے کچھ قرض لیکر سفر کو تمیل تک
پہنچائیں۔ لیکن گلپایگان میں مقبول کا کوئی آشنا نہ تھا اور خود مقبل کی
سے قرض لینے کے حق میں نہ تھے اور کاشان بھی لوٹا پہنچا نہ تھا۔ ان
کے دل میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی لگن تھی۔ دل ہی دل
میں کہا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے نکلا اور اتنا راستہ طے کر
چکا ہوں لہذا انہیں رک جاؤں اور کچھ محنت مزدوروی کر کے سفر کا
خرچ اکٹھا کرلوں اور کر بل جاؤں۔

کچھ دن گلپایگان میں ٹھہرے یہاں تک کہ محرم آپہنچا۔
دوسرے شیعوں کی طرح دن رات مجلسوں میں شرکت کرتے
یہاں تک کہ شب عاشورہ پہنچی۔ جو اشعار کہتے تھے انہیں پڑھا اور
ایک شور برپا ہو گیا..... اسی شب مجلس ختم ہونے کے بعد عالم رو یا
میں دیکھا کہ کربلا میں میں اور حسن میں وارد ہوتے ہیں۔ چاہا کہ
شرط کی طرف جائیں لیکن انہیں جانے نہ دیا گیا۔

مقبول کہتے ہیں: میں نے خود سے کہا میرے خدا حرم میں
داخل ہونے کے لئے کوئی کسی کے لئے رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

المؤمنین علی علیہ السلام کے نام کی جگہ پر رسول اکرم ﷺ کا نام نقل ہوا
ہے۔ خلاصہ یہ کہ مرثیہ کا پہلا مصرع معصوم کی زبانی ہے (باز این
چہ شورش است کہ دخلت عالم است؟) اور پانچوں بند کا مصرع (او
در دل است و ہیچ دلی بی ملال نیست) امام زمانہ علیہ السلام کا مصرع
ہے۔

یہ مرثیہ کیس قدر مقبول

یہ مرثیہ تاریخ ادبیات فارسی میں دوازدہ بعد یعنی بارہ
بند کے مرثیہ کے نام سے مشہور ہے اور جیسا کہ ہم نے نقل کیا اس
مرثیہ کی ابتداء حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام یا رسول خدا علیہ السلام کی
زبان اقدس سے ہوئی ہے اسی لئے آج تک ایسی مقبولیت عامہ
حاصل ہوئی کہ ایران کی ہر گلی کوچہ، مسجد اور عزاداریوں، درود یوار پر
آؤیزاں ہوتا ہے۔ ایران سے نکل کر ہندوستان، پاکستان اور دیگر
تمام ممالک میں اس مرثیہ کی گونج ہے۔

نظر شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ

محث جلیل مرحوم حاج شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مفاتیح
الجنان فرماتے ہیں: مختشم شاعر، معروف مرثیہ کے لکھنے والے کہ جن
کا مرتبہ ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی تمام مجالس ماتم میں درود یوار پر
نصب ہے، گویا حزن و اندوہ کے ساتھ ان اشعار کو لھا گیا ہے یا
غاک کر بل سے آمینتہ ہے۔ ہر صورت میں، یہ اشعار مصیبت
حضرت ابا عبد اللہ علیہ السلام کو مندرس اور کہنہ نہیں ہونے دیتا اور یہی
بات مختشم کی عظمت و بزرگی اور کثرت معرفت و منکشف کرتی ہے۔
(دیوان مختشم کاشانی بکوشش سعید قانعی، ص ۲۰)

نگرفت دستِ دهر گلابی به غیر اشک
 زآن گل که شد شگفتہ به بستان کربلا
 از آب هم مضایقه کردند کوفیان
 خوش داشتند حرمتِ مهمان کربلا
 بودند دیو دد همه سیراب و می مکند
 خاتم رقط آب سلیمان کربلا
 زان تشنگان هنوز به عَیُوق می رسد
 فریاد العطش ز بیابان کربلا
 آه از دمی که لشکر اعدا نکرد شرم
 کردند رو به خیمه سلطان کربلا له
 محتشم نے یہاں تک پڑھاتھا کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے نال
 و گریے کی آواز بلند ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے اسی نال و گریے کے
 عالم میں فرمایا: اے میرے بزرگوں! اے میرے عزیزوں!
 دیکھو میرے اس فرزند حمین علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا ہے؟ فرات کا
 پانی جسے سارے حیوان پیتے ہیں، میرے فرزند کو اس سے محروم کر

له مرشید کا دوسرا بند ہے اور اس میں شاعر نے زین کربلا کوٹھی ہوئی کششی
 سے تشبیہ دیا ہے۔ ٹوٹی ہوئی کششی طوفان کے زخم میں گھری ہے اور یہ
 زین خاک و خون میں غلطائی ہے۔ اگر کائنات کے تمام ذرات کھل کر
 گریے کرتے تو پورا ایوان کربلا خون میں لٹ پت ہو جاتا۔ جب امام
 حمین علیہ السلام بیابان کربلا میں شہید ہوئے تو کوئی بھی دنیا میں ایسا نہ تھا کہ
 جملی آنکھیں نہ ہوئی ہو کوئی فیوں نے مہمان بلا کر پانی نہ دیا اور مهمان
 کربلا کا خون بہا کر خوش تھے۔ ہر ایک کو کربلا میں پانی مہینا تھا لیکن
 سلطان کربلا (امام حمین علیہ السلام) کے لئے قحط تھا۔ پیاسوں کو پانی سے باز
 رکھا گیا اور پیابان کربلا سے فریاد اعطش آتی رہی۔ سلطان کربلا کے ساتھ
 لٹکر اعداء نے شرم نہ کی اور ان کے خیمه کا رخ کیا۔

ایک شخص نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو مقبل لیکن اس وقت فاطمہ زہرا
 سلام اللہ علیہا، خدیجہ بھری علیہ السلام، آسمیہ، ہاجرہ اور سارہ علیہم السلام بعض حوروں
 کے ساتھ حرم میں زیارت میں مشغول ہیں اور جوں کہ تم ایک نا
 محترم ہو تمہیں اجازت نہیں ملے گی۔ میں نے کہا تم کون ہو؟ اس
 نے کہا میں حافظین ملائکہ میں سے ہوں (امام حمین علیہ السلام کے حرم
 کے ارد گرد گھومنے والے فرشتوں کو حافظین ملائکہ کہا جاتا ہے)۔ تم
 ناراض نہ ہو اور میرے ساتھ آؤ میں تمہیں حرم کے دوسرے طرف
 لے چلوں۔ حرم مطہر کے مغربی صحن میں ایک عالی شان مجلس برپا
 تھی۔ میں نے فرشتہ سے وہاں موجود لوگوں کے بارے میں سوال
 کیا۔ اس نے کہا: انبیاء علیہم السلام، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت
 غلام علیہ السلام تک سمجھی قبر سید الشهداء علیہ السلام کی زیارت کے لئے آئے
 ہیں۔ مقبل کہتے ہیں: میں نے حضرت رسول خدا علیہ السلام کو دیکھا کہ
 فرماتے ہیں جاؤ محتشم سے کہو کہ آئیں۔ میں نے دیکھا کہ محتشم اپنے
 چھوٹے قد، نورانی چہرہ اور آشنا نہ صفات عمماً و والے قیافہ میں وارد ہوئے
 اور آنحضرت علیہ السلام نے قریب ہی ایک منبر کی طرف اشارہ کیا اور
 محتشم سے کہا منبر پر جاؤ۔ محتشم منبر کے جس زینہ پر جاتے پیغمبر
 کہتے اور جاؤ یہاں تک کے عرش (نویں زینہ) پر پہنچے اور
 کھڑے ہو گئے اور پیغمبر کے حکم کا انتصار کرنے لگے۔
 آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا اے محتشم آج شب عاشورہ ہے، تم اپنے
 وہ جانوز اشعار پڑھو۔ محتشم نے اشعار پڑھنا شروع کیا:

ای کشتی شکست خورده طوفان کربلا
 درخاک و خون طبیدہ میدان کربلا
 گرچشم روزگار بر او فاش می گریست
 خون می گذشت از سر ایوان کربلا

اکرم ﷺ نے فرمایا پھر پڑھو کیوں کہ دل اب تک گریہ سے سیر
نہیں ہوا ہے محتشم نے حکم کی تعمیل کی اور عمامہ کو سر سے اتار دیا
اور فریاد کنال صد الگائی: یا رسول اللہ

این کشته فتاد بہ ہامون حسین توست
وین صید دست و پازدہ در خون حسین توست
اے حسین ﷺ آپ کا قتل صحرا میں ہوا اور مثل ایک
ثکار کے آپ اپنے ہاتھ پیر خون میں مارتے رہے۔
مقبل نقل کرتے ہیں کہ محتشم جب اس بند کو پڑھ چکے تو
رسول ﷺ غش کر گئے اور تمام انیاء ﷺ سر پیٹ پیٹ کر
گریہ کرنے لگے اور پھر ایک فرشتہ نے اس شعر کو پڑھنا شروع
کیا:

خاموش محتشم کہ دل سنگ آب شد
بنیاد صبر و خانہ طاقت خراب شد
خاموش محتشم کہ از این حرف سوزناک
مرغ ہوا و ماہی دریا کباب شد
خاموش محتشم کہ از یہ شعر خونچکان
در دید اشک مستمعان خون ناب شد
خاموش محتشم کہ از یہ نظم گریہ خیز
روی زمین بہ اشک جگرگون کباب شد
خاموش محتشم کہ فلک بس کہ خون گریست
دریا هزار مرتبہ گلگون حباب شد
خاموش محتشم کہ بہ سوز تو آفتاب
از آہ سرد ماتمیان ماهتاب شد

دیا۔ پھر آپ نے محتشم سے کہا اور پڑھو محتشم نے پھر شروع کیا:
روزی کہ شد بہ نیزہ سر آن بزرگوار
خورشید سر برهنہ بر آمد ز کوهسار
موجہ بجنیش آمد و برخاست کوہ کوہ
ابری بہ بارش آمد و بگریست زار زار
گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن
گفتی فتاد از حرکت چرخ بیقرار
عرش آن زمان بہ لرزہ در آمد کہ چرخ پیر
افتاد در گمان کہ قیامت شد آشکار
آن خیمه ای کہ گیسوی حورش طناب بود
شد سرنگون ز باد مخالف حباب وار
جماعی کہ پاس محمدان داشت جبرئیل
گشتند بی عماری و محمل، شتر سوار
با آن کہ سرزد این عمل از امت نبی
روح الامین، ز روح نبی گشت شرمسار
ان اشعار پر گریہ اس قدر زیادہ ہونے لگا کہ گویا صدائے
گریہ عرش تک پہنچ گئی محتشم منبر سے پنجے آنا چاہتے تھے، پیغمبر

لہ جس روز امام حسین ﷺ کا سر نیزہ پر آیا سورج برہنہ ہو کر پھاڑ سے نکلا
اور موبلی حرکت میں آئیں۔ پھاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ گئے۔ بادلوں نے
زار و قطار آنسوؤں کی بارش برسائی۔ زمین زلزلہ میں آگئی۔ چرخ بے
قرار ہو گیا۔ عرش کا پٹا اٹھا اور چرخ پیر اکھڑ گیا کہ قیامت آگئی۔ وہ خیمه
گیسوے حور جس کی طناب تھی، باد غالب سے گر گئی اور خیمه میں دھوال
دھوال ہو گیا۔ جس کی محمل کی حفاظت جبرئیل کرتے تھے وہ اوٹ پر
سوار بے عماری اور بے محمل کے ہو گئے۔ نبی ﷺ کی امت نے اس
عمل کو انجام دیا تو روح الامین نبی ﷺ سے شرمسار ہو گئے۔

ہے۔ میں نے اپنے شعر پڑھنا شروع کیا:
 نہ ذو الجناح دگر تاب استقامت داشت
 نہ سید الشهداء بر جدال طاقت داشت
 ہوا ز جور مخالف چو قیر گون گردید
 عزیز فاطمه از اس ب زمین افتاد
 بلند مرتبہ شاهی ز صد زین افتاد۔
 مقبل کہتے ہیں کہ میں نے اتنا ہی پڑھا تھا کہ ایک حور آئی
 اور کہا کہ مقبل اس کے آگے نہ پڑھو۔ زہرا علیہ السلام غش کر گئی۔
 مقبل کہتے ہیں میں منبر سے پنج آگیا لیکن پیغمبر علیہ السلام نے مجھے
 کوئی انعام نہیں دیا۔ ناگاہ میں نے اسی حالت روایا میں دیکھا کہ
 امام حسین علیہ السلام اپنے حلقہ مربیہ سے آواز دے رہے ہیں: اے
 مقبل! میں خود تمہیں خلعت دول گا۔ اسی حالت میں میں خواب
 سے بیدار ہوا۔ اس کے دوسرا دن ایک قافلہ کر بلکی زیارت
 کے لئے نکلا اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔

(مناج وسائل الشیعہ، ج ۱۳، ص ۵۹؛ وقائع الایام خیابانی، ص ۵۹)
 اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ مختشم حضرت امیر المؤمنین
 علیہ السلام اور رسول اکرم علیہ السلام کی نظر میں کس قدر بلند مرتبہ کے حامل
 تھے اور ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مقبل بحیثیت ایک شاعر کے اور
 اپنے کلام کی وجہ سے جناب فاطمہ زہرا علیہ السلام اور حضرت امام

اب تاؤ ذوالجناح میں طاقت تھی اور نہ ہی سید الشہداء علیہ السلام میں مزید
 جنگ کی طاقت بیکی تھی۔ جب مخالفین کے خلتم کی سیاہ آندھی پل پڑی تو
 عزیز فاطمہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ ایک بلند مرتبہ بادشاہ
 زین سے زمین پر آیا۔ اگر میں غلط نہ کوں تو عرش زمین پر ٹوٹ پڑا۔

خاموش محتشم کہ ز ذکر غم حسین
 جبریل را ز روی پیامبر حجاب شد۔
 مختشم غاموش ہو گئے اور منبر سے زمین پر آگئے۔ کچھ دیر بعد
 مجلس جب اپنی عمومی حالت میں پہنچی تو پیغمبر اکرم علیہ السلام نے اپنی
 عبا کو مختشم کے شانہ پر ڈال دیا۔

جناب زہرا علیہ السلام کی فرمانش

مقبل کہتے ہیں: میں بھی شاعر اہل بیت علیہ السلام تھا، چاہتا تھا
 کہ پیغمبر مجھ سے بھی کہیں کہ اپنے اشعار پڑھو۔ میں نے انتظار کیا
 لیکن ماہیوس ہو کر حرم سے باہر ہوا۔ دیکھا کہ ایک حور مجھے آواز
 دے رہی ہے کہ اے مقبل، فالتمہ زہرا علیہ السلام اپنے بابا کے پاس
 آئیں اور فرمایا کہ مقبل سے بھی کہو کہ اپنے اشعار پڑھیں۔ مقبل
 کہتے ہیں کہ میں منبر کے پہلے زینہ پر گیا لیکن پیغمبر علیہ السلام نے مجھ
 سے نہیں کہا اور پڑھو۔ میں سمجھ گیا کہ مختشم کا مقام مجھ سے بہت بلند

لے اس بند کے ہر شعر کے پہلے مصروف میں مختشم کا تخلص آیا ہے۔ البتہ اس
 خواب میں فرشتہ مختشم سے کہ رہا ہے: مختشم غاموش ہو جاؤ، مختشم غاموش ہو
 جاؤ۔ پتھر کا دل پانی ہو گیا۔ صبر کی بنیاد اور طاقت کا ذخیرہ برآد ہو چکا۔ مختشم
 غاموش ہو جاؤ، تمہاری ان سوزناک باتوں سے ہوا کے پرندے اور
 دریا کی مچھلیاں بھن کر رہے گئیں۔ تمہارے اس شعر خونچکاں سے سنبھلے
 والوں کی آنکھوں کے آنسو ناصل خون بن گئے۔ تمہاری اس گریغہ نیزم
 سے پوری زمین اشک جگر سے بھن کر رہ گئی۔ مختشم غاموش ہو جاؤ، فلک
 خون کے آنسو روتا ہے۔ دریا میں غیانی آگی۔ تمہارے سوز سے اور
 ماتمیوں کی سرد آہ سے آفتاب ماہتاب ہو گیا (آنسو کی سردی سورج پر
 حاوی ہو گئی)۔ ذکر غم حسین علیہ السلام سے جبریل پر مصیبت توٹی (لیکن
 چوں کمدد کے لئے مامور رہتے ہیں) اس لئے پیغمبر سے شرمندہ ہو کر
 پردوہ میں چلے گئے۔

بیت علیہ السلام میں اشعار کہتے ہیں وہ مفہوم و مطلب میں محصور ہوتے ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء بھی اس میدان میں بہت نمایاں ہیں۔ علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عربی میں ایک مرثیہ موجود ہے اور وہ بھی بارہ بند کا ہی ہے جو تاریخ میں "الْعَقُودُ الْإِثْنَيْ عَشَرَ فِي رِثَاءِ سَادَاتِ الْبَشَّرِ" کے نام سے مشہور ہے۔ ان شاء اللہ زندگی رہی اور توفیق ملی تو اس پر آئندہ روشنی دالیں گے۔

یا باب عبد اللہ حسین علیہ السلام! اس مختصر تحریر کو قبول فرمائیے
اور قبل مختصہ کی طرح غلعت سُنواز یئے۔

حسین علیہ السلام کی نظر میں کیسی عظمت کے حامل تھے۔ بیشک امام حسین علیہ السلام اپنے چاہنے والوں کو نہ تو اپنی زیارت سے محروم کرتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں اپنی شفاعت سے، ان شاء اللہ! خدا یا! نہیں بھی مقبل اور مختصہ جیسی تڑپ عطا کر کہ ہم بھی امام حسین علیہ السلام اور ان کے وارث و منتقم کی عنایات خاصہ سے ملا مال ہوں۔

آخر میں یہ نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مختصہ کاشانی کے تمام بارہ بند کی تائید میں حدیثیں موجود ہیں۔ البتہ اس مختصر مضمون میں اس کے نقل کی گنجائش نہیں۔

نہایت ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرتے ہیں کہ شعراء کرام جو آیات و روایات سے آشنا ہیں اور مدرج و مصائب اہل

سے منع کر رہا ہو اس صورت میں باہر جانا جائز نہیں ہے۔
سوال نمبر ۱۳: یا عورتیں اپنے مخصوص ایام میں مجلسوں میں شرکت کر سکتی ہیں؟
جواب: جائز ہے۔

۲۹ رب محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

سوال نمبر ۱۴: بعض ماتم کی CD ایسی ہیں جن میں جوان قیص اتار کر ماتم کر رہے ہیں۔ عورتوں کے لئے اس طرح کی CD دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کا مردوں کے بدن کو اس طرح دیکھنا جو عام حالات میں نہیں دیکھا جاتا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے جیسے سینہ و شکم وغیرہ۔

۲۹ رب محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

صفحہ نمبر ۱۶ رکابی

خیال رکھا جائے اور اس طرح لباس پہنے جائیں جو ان مقامات کے تقدس و احترام کے مناسب ہوں، اور جو انسان کے عزت و وقار کی دلیل ہوں۔ اس طرح کے لباس پہننا آداب زیارت کا ایک ادب ہے۔ خدا توفیق دینے والا ہے۔

۱۳ رب صفر ۱۴۳۳ھ

سوال ۱۲: کیا جوان لڑکی اور شادی شدہ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز جماعت کے لئے یامذہبی تقریریں سننے کے لئے مجلس میں شرکت کرنے کے لئے مسجد وغیرہ میں جائے جب کہ اس کے والد اور اس کا شوہر راضی نہ ہو۔ اور اس صورت میں جانا جب شہور کے حقوق کی مخالفت ہوتی ہو شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جہاں تک شادی شدہ عورت کا مسئلہ اس کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے اور غیر شادی شدہ اگر اس کا جانا والد کی تکلیف کا سبب ہو بعض خطرات کی بنا پر والد مجت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا وَلَيَ الْعَصْرِ (ع) أَدْرِكْنَا

المُنْتَظَرُ مِنَ الْإِسْلَامِ كُورس

آپ کے گھر تک دین کی اہم معلومات پہنچا رہا ہے۔ یہ مِرِ اسلامی کورس اردو، انگریزی اور هندی زبان میں ہے اور عقائد، تاریخ، احکام، اخلاق اور امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔
یہ سلسلہ ۱۸ اسابق کا ہے کورس مکمل کرنے پر ایک اعزازی سند بھی پیش کی جائیگی۔
اس کے علاوہ، ماہ محرم الحرام اور ماہ شعبان معظم میں خصوصی شمارہ بھی ارسال کیا جائیگا۔ آئینے دینی تعلیم سے آرائی ہو کر اپنے امام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں۔

اگر آپ اس کورس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنानام اور مکمل پتہ پن کوڈ کے ساتھ کسی ایک مندرجہ ذیل طریقہ سے بھیجیں۔

(۱) SMS سے 09987777757

(۲) Email: course@almuntazar.com

website: www.almuntazar.com

(۳) اس پتہ پر ارسال کریں: ایمیل ایشن آف امام مہدی، پوسٹ بکس نمبر۔ ۵۰ میتی۔ ۱۹۸۲۲

